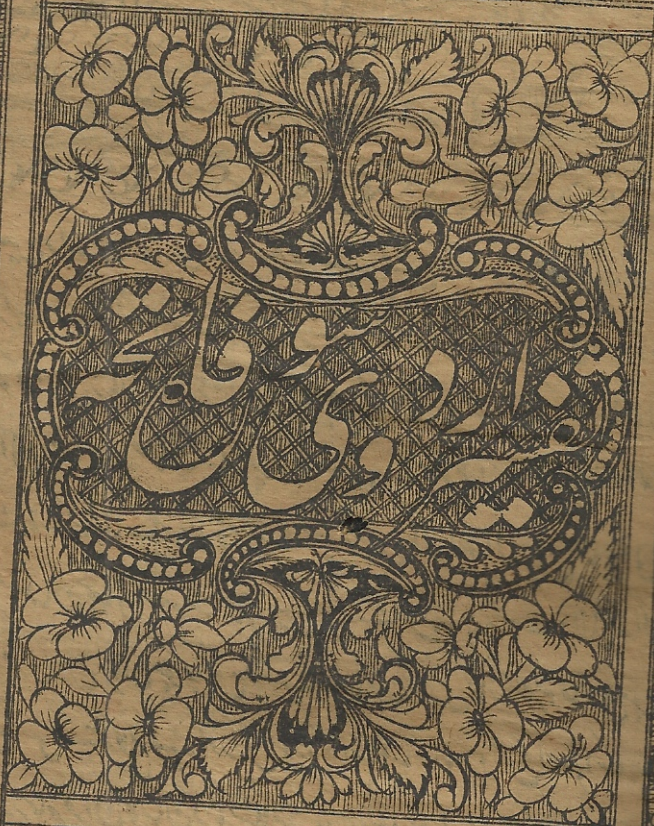


صنعت کرم کا فضل خلائے و سمان
بعون سعیدین و نول ق مین



مطبع مشرقی کتب و نسخ
مطبع مشرقی کتب و نسخ

مطبع مشرقی کتب و نسخ
مطبع مشرقی کتب و نسخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفین واسطے اللہ ہی کے ہیں کہ اپنے محض کرم سے ہلکے شرک اور کفر سے بچایا
اور قرآن شریف اپنے فضل سے آسان کر کے ہلکے سکھایا اور ہزاروں درود و سلام اور
رسول پاک کو کہ اونکی زبان فیض تر جان سے اپنی احکام ہدایت انتظام کو سنایا اور نجات
بہ شمار اونکی آل اطہار و اصحاب کبار پر کہ اونھوں نے ہلکے طریقہ اوس حجتہ للعالمین کا بنایا
بعد حمد اور صلوات کے کہتا ہے بندہ ضعیف حقیر کمترین اکرام الدین محتاج الی رحمۃ اللہ
المعین کہ اکثر مسلمان بھائی خصوصاً میر حسین علی نے اس بات پر غیبت دلائی کہ اگر سورہ فاحشہ
کو فرائد زبان ہندی میں بیان ہو جائیں تو سب مسلمانوں کو اپنی نماز کا مزہ حاصل ہو جاوے
کیونکہ ہر نماز میں اسی سے کام ہے اور اس سورہ کا ام الکتاب نام ہو اس واسطے اسکا بیان کرنا
بہت ضرور ہو اور تمام قرآن کا بیان کرنا کسا مقدور ہو بعد اصرار ان لوگوں کو جس قدر محنت
ام الکتاب کے اس فقیر کو خیال میں سماؤ وہ ان اور ان کے پیغمبر میں آئی اور اکثر اقوال تفسیر غریبہ
کو زمین آئی ہیں اس واسطے کہ اس فقیر کو وہ اقوال بہت بھائی ہیں انھیں اللہ رب العالمین
میں اوسکی تحمید ہو اور انھیں اللہ ربہ صلاک یوم الدین میں ہر اس تجید ہو اور آیات
نعمت میں تمام عبادت کی بوجھ ہو اور آیات نشت تعین میں طلب کرنے کی بوجھ ہو اور احکام

اسط المسْتَقْفِیْمِ بین راہ سیدھی کی طلب کا بیان ہوا صراط الذین اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ
 اخلاص سنت اور بدعت کی پہچان ہوا اور آخر سارے بین ام الکتاب کی فضیلت اور نام ہر
 اس مختصر کا نام تحفۃ الاسلام ہوا اور احمد شد کہ ہر سالہ سن بارہ سو اسیالیس ہجری غرہ محرم الحرام
 کی تمام ہوا اور فضل و کرم الہی سے مقبول خاص عام ہوا جو بھائی مسلمان اسی سیر کرین چاہیے کہ تفسیر
 میں دیکھ کرین حق تمام اس مختصر کو پسندیدہ خاص عام کرے اور اس عاجز کو اللہ تعالیٰ کو رب و مالک تمام
 راہ کو پیشرو و الونکو اور عمل کر نیوالونکو راہ راست سعادت اور ہدایت کی دکھاوے اور اسکو
 راہ کرنے اور پہنکانے شیطانیوں اور اخوان الشیاطین سے بچاوے آمین آمین آمین یا رب العالمین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یعنی شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشنے والا مہربان کر

سبب چاہیے کہ جناب رب تعالیٰ نے بسم اللہ میں تین نام فرمائے تاکہ بندہ ہر کام میں تین نام کا ہو یا دنیا کا یا
 ناموس کے شروع کرے کیونکہ تین نام ہر کام کی درستی پر دلالت کرتے ہیں یعنی لفظ اللہ کا ہر کام کا حصول پر دلالت
 کرتا ہے اور لفظ رحمن کا اسکو باقی رہنے پر اور لفظ رحیم کا اسکو فائدہ دینے پر اس واسطے ان تین ناموں کو ساتھ لے کر
 کیا تاکہ کام بند ہو کر باد نہ ہو اور اگر کوئی پوچھے کہ کتاب کو بسم اللہ سے کیوں شروع کیا کیونکہ اگر کوئی نہ لے
 جب کتاب میں بیٹھتے ہیں تو الف سے شروع کر داتے ہیں اس کے جواب میں دو وجہ ہیں اول تو یہ
 ہو کہ کہا ہے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کہ تمام علوم حقیقی کے جو شریعت کے ہیں سو
 چار کتابوں میں ہیں ایک التوریت دوسری انجیل تیسری زبور چوتھی فرقان اور قاعدہ ہر کہ کتاب
 اخیر جامع مضامین کتب مسمون ہوتی ہیں ثابث ہوا کہ سب مطالب اعلیٰ کتابوں کو قرآن شریف میں ہیں
 اور تمام مطالب قرآن کا سورہ فاتحہ میں ہوا اور حاصل مطلب سورہ فاتحہ کا بسم اللہ الرحمن الرحیم
 میں اور خلاصہ بسم اللہ کا حرف با یعنی بے میں ہوا اس واسطے کہ بے کے معنی ہیں اتصال اور
 کو اور غرض تمام علم سے یہی ہر کہ بند کیو اللہ تعالیٰ عز و جلال اور شرف اتصال اور سعیت کا حاصل ہو جاوے اور
 عزت اور کرامت کو ساتھ ورجہ قرب پاوے پس شریعت سب علم کا اس حرف سمجھا گیا اور دوسری وجہ یہ کہ الف ص

مختصر
 جامع
 رحمت
 رحیم

[Faint handwritten text at the bottom of the page]

מחנה

Handwritten text in a cursive script, likely a manuscript page. The text is dense and fills the page, with some lines appearing to be headings or section markers. The script is highly stylized and characteristic of the period.

Handwritten text in a cursive script, likely Persian or Arabic, written on aged paper. The text is arranged in a single column, flowing from right to left. The script is dense and characteristic of historical manuscript writing.

پہلے جاننا چاہیے کہ حمد میں اور مدح میں اور شکر میں کیا فرق ہو جب تینوں میں فرق سمجھا جائے گا
 حمد کے معنی خوب ہیں میں آویں گے پس مدح زندہ اور غیر زندہ دونوں کو شامل ہو جیسے کہ تہذیب میں کہ فلاں
 کیا اچھا ہو اور فلاں سوئی کیا خوب ہو یا فلاں کی آنکھیں کیا اچھی ہیں اور فلاں شخص بڑا نیک شخص ہو
 حمد فقط زندہ کو ہوتی ہو اور مدح کبھی پہلے احسان کر ہوتی ہو اور کبھی بعد احسان کو اور حمد بعد احسان
 ہی ہوتی ہو بعض مدح متوجع بھی ہو جیسے کہ آنحضرت فرمایا ہو **أَحْسَنُ التَّرَافِ فِي وَجْهِ الْمَلِكِ أَحْمَدُ**
 یعنی خاک و اوسنہ میں مدح کرنا لوگوں کے یعنی جو بھی مدح کرتے ہیں اور حمد ہر طرح درست بلکہ
 مستحب ہو جیسے کہ حضرت فرمایا ہو **كُلُّ شَيْءٍ كُنَّا اللَّهُ يَعْزِيهِ حَمْدُكَ لَوْ كُنَّا كَوْنُ كَوْنٍ**
 اوسو حمد کی اللہ کی اور جاننا چاہیے کہ حمد اور مدح میں ایک فرق یہ بھی ہو کہ حمد اوسکو کہتے ہیں کہ حمد وہ
 صفتیں واقعی ہوں اور نکات بیان کرے اور مدح میں یہ فید نہیں اگر واقعی صفتوں کی زیادہ تعریف کرے
 اوسکو مدح کہتے ہیں حمد نہیں کہتے ہیں اس واسطے حمد ہمیشہ درست اور جائز ہوتی ہے اور مدح
 صورت میں خلاف واقع ہونا جائز ہوتی ہے اس واسطے مدح میں کوسنہ میں خاک ڈالنے
 حکم دیا ہو کیونکہ ہر چیز فنا ہونیوالی ہو اور عیب اس پر بہت مدح نہ چاہیے اور شکر عوض میں
 بھیجی ہوئی کے ہوتا ہو اور بدوں نعمت کے نہیں ہوتا اور حمد اوپر نعمت بھیجی کر اور غیر بھیجی
 دونوں پر ہوتی ہو اللہ تعالیٰ مستوجب حمد کا ہر حال میں ہر قطع نظر حصول نعمت کو سواسی
 حمد کو اوپر مدح کو اور شکر کے اختیار فرمایا اور المدح شکر و الشکر تشدہ فرمایا اور اگر کوئی کہے
 یہ سورت تو بندہ کو تعلیم فرمائی ہو یوں فرمایا ہوتا احمد اللہ یعنی حمد کرتا ہوں میں اللہ کو سوسے
 اس واسطے کہ کیا کہ اسمیں دعویٰ ہوتا ہو کہ میں حمد کرتا ہوں اور حالانکہ تمام مخلوق عاجز
 اس سے کہ حمد کرے اوس خالق کل کی پھر بشر عاجز کا کیا مقدور ہو کہ حمد خداوند کی بجا لاوے اور
 یوں نہ فرمایا تاکہ بندہ قیامت کو شرمندہ نہ ہو و وقت پوچھنے کے کہ تو بار بار یا چون نمازوں
 کہتا تھا کہ میں حمد کرتا ہوں سو تو نے کیا حمد کی پس معنی الحمد تشدہ ہو کہ تمام تعریف و
 کو بندہ یہ وہ تعریف ہو سکے یا نہ ہو سکے لیکن سب تعریف و سب اسطرح ہر نقل ہو کہ حضرت داؤد و

فرق مدار
 حمد
 مدح

ہاتھ سے آقا و لواوے اور سکا بھی شکر کرے کہ یہ بھی اتنا نے فرمایا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَللّٰهُ
 وَكَوَالِدٍ ثَنِيَّتٍ مِّنْ مِّمْرِشٍ شَكَرًا وَادْرَاسٍ نَّانٍ بَابِ كَاوَرٍ جَانَا جَانِيَةً كَمَا مَعْنَى اَوْسے کہتے ہیں
 کہ برے میں کوئی چیز نہ طلب کرے سو یہ ذات پاک حق تعالیٰ کی ہے کہ بے غرض انعام فرماتا ہے اور نہ
 انسان کو تاہو سو وہ غرض سے خالی نہیں ہوتا کوئی ثواب چاہتا ہو کوئی رضا مندی اللہ کی چاہتا
 کوئی ناموری چاہتا ہو کوئی تحض اور سکا چاہتا ہو غرض انعام محض کوئی نہیں کرتا ہر سو اجاب پاک کہ
 پس جیسا انعام غرض سے خالی نہوا وہ نعم حقیقی نہوا اور جب نعم حقیقی نہوا تو اللہ جہد کہ حقیقہ بھی نہوا اور
 کوئی لکھ کہ ہر جگہ تسبیح کو اور پر تحمید کے مقدم کیا مثلاً تسبیح پہلے کی تاک بیان فقط تحمید کو ذکر کیا
 کیا سبب ہو اسکا جواب یہ ہے کہ تسبیح مقدم اور پر تحمید کے اوس وقت ہوتی ہے کہ جہاں دو
 نہ کو رہوں اور اس صورت میں فقط تحمید کا ذکر ہو اور اگر کوئی یہ کہو کہ بیان تحمید کو کیوں اختیار کیا
 تسبیح کو نہ کیا اسکا جواب یہ ہے کہ تحمید کے معنوں میں تسبیح کو معنی آجاتی ہیں اور تسبیح کے معنوں میں تسبیح
 معنی نہیں آتے کیونکہ تسبیح کے معنی یہ ہیں کہ ذات اور صفات حق تعالیٰ کی سب نقصانوں سے اور نہ ہو
 پاک ہو اور معنی تحمید کے یہ ہیں کہ تمام خوبیاں اوس کے واسطے ہیں میں معلوم ہوا کہ کوئی نقصان
 نہیں ہو اس واسطے کہ تمام خوبیاں اوس میں ہوتی ہیں کہ جس میں کسی طرح کا نقصان اور عیب نہ ہو
 معنی تسبیح کے تحمید میں حاصل ہوتے ہیں اس واسطے تسبیح کا ذکر کرنا کچھ ضرور نہوا اور غلامانہ
 الحمد للہ کو اٹھ طرف ہیں اور دروازہ بہشت کو بھی اٹھ ہیں جب تک کہ نے الحمد للہ کہا آٹھوں دروازوں
 اوس کو واسطے کھل جاتے ہیں اور عالموں نے کہا ہے کہ یہ کلمہ بڑا بزرگ ہو اسکو بڑے موقع جگہ پر
 ایک نقل ہے کہ اسکو سننے سے خوب سچھ میں آجا دیکھا کہ جگہ کو نشی اللہ کہنے کو ہے اور کو نشی نہیں
 ایک بزرگ کہتے تھے کہ میں نے ایک بار الحمد للہ کہا تھا اوس وقت سے تین برس ہو گئے استغفار
 لوگوں نے پوچھا کہ اسکا کیا سبب کیونکہ استغفار تو گناہوں سے کرتے ہیں جواب دیا کہ بعض وقت
 کہنے سے گناہ ہوتا ہے پھر بیان کیا کہ سبب استغفار کا یہ ہے کہ ایک روز بغداد میں آگ لگی اور دکان
 ساری جل گئیں اور میری بھی دوکان وہاں تھی ایک آدمی نے آن کر کہا کہ اوشیخ تیری دکان

اور سب اہل گنہیں جیسے کہ احمد شہید پھر جو بین و تامل کیا تو معلوم ہوا کہ اس جگہ یہ کلمہ کہنا خلاف مروت
 کو ہے کیونکہ سارے مسلمانوں کا مال جل گیا اور بین و تامل غلطی کا نہ کیا بلکہ اپنا مال بچنے پر خوش ہوا
 سو یہ خلاف اسلام کو ہے مسلمان وہ ہے جو کسی اور نقصان پر ملول ہو ویسا ہی دوسرے بھائی کو نقصان پہنچنے
 میں اتنا شہد کو ہے کہ احمد شہید کا اس واسطے تین برس استغفار کرتا ہوں اور بزرگی اس کلمہ کی یہ ہے کہ جب
 حضرت آدم کو زمین میں روح نازل ہوئی تو چھینکائی کہ احمد شہید حق تعالیٰ نے جواب فرمایا
 یٰٰرَحْمٰتُ اللّٰہِ اور گروہ فرشتوں کے ایک طرف بیٹھے تھے فرمایا اللہ نے کہ اے آدم
 اے پاس جا اور کہہ السلام علیک کہ جو موجب حکم کے گئے اور کہا او بخون نے جواب دیا
 وَ عَلَیْکَ السَّلَامُ وَ سَلَامَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُہُ وَ مَغْفِرَتُہُ جَب فرمایا حق تعالیٰ
 نو کہ یہی تحفہ تیری ذریت کو واسطہ مقرر ہوا ہے کہ وقت ملاقات کے سلام کا ٹیک کیا کریں
 اور جو کوئی چھینکے تو وہ احمد شہید کہے اور دوسرا یہ حکم اللہ کے اور اہل جنت کا بھی یہی
 سلام علیک و تحفہ ہو اور نعمت ملنے کے بعد احمد شہید کہیں چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا ہے
 وَ اٰخِرُ دَعْوٰیہٖ اَنْحَسِبُ اللّٰہَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ اور اگر کوئی کہے نزول اس سورت
 واسطہ تعلیم کرنے بندوں کو ہے کہ مناجات کو وقت یوں کہا کریں پس کیوں نہ فرمایا کہ قولا
 احمد شہید یعنی کہ احمد شہید جواب اس کا یہ ہے کہ اگر یوں فرمایا ہوتا تو اس کلمے کو کہنے کا حکم ہوتا
 اور بعد اسکے اگر بند تصور کرتے تو اوپر برا غضب نازل ہوتا اس واسطہ کہ حکم نہ ماننا یا پوشاہ
 عاید کہ موجب غضب کا ہو مثال اسکی یہ ہے کہ اگر کوئی لڑکا اپنا باپ کا حکم نہ مانے تو باپ و کا
 بہت ناراض ہوگا اس واسطہ کہ صاف حکم کو نالا اور اگر یوں کہے کہ فلاں کام ضرور ہے اور خطاب
 نہ کرے کسی اور بیٹا وہ کام نہ کرے تو چند دن نفلی کے لایں ہوگا اس واسطہ کہ اسکو عذر کی گنجائش
 ہو اور بندہ اللہ جل شانہ کی حمد سے عاجز ہے یہاں تک کہ آنحضرت نے فرمایا ہمارا حصہ تینا
 عَلَیْکَ اَنْتَ مَا اَثَرِیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ تو دوسرے کا کیا استدور ہے کہ اوسکی حمد بجالاؤ
 اس واسطہ کہ اس جہت سے صاف حکم نہ کیا کہ وقت تصور کے خطاب میں گرفتار ہوویں

۲

مستحکم

شک و شبہ

۲

اور آخر

ان کی جگہ

سب قوت

اللہ کو ہے

چند اور مقام

عالموں کا

میں نہیں

سب قوت

تو ہی جگہ

تو ہی جگہ

تو ہی جگہ

رَبِّ الْعَالَمِينَ

یعنی پرورش کرنے والا عالموں کا ہے

رب کہ کئی معنی آئے ہیں ایک مالک دوسرے موجد یعنی خالق تیسرے سردار چوتھے مرنے
 یہ سب معنی اللہ کی ذات پاک میں پائے جاتے ہیں مگر اس مقام میں مناسب معنی مرنے کو ہیں یعنی ربوبیت
 ربوبیت معنی پرورش کر نیکیاں ہیں یعنی ایک چیز کو درجہ بدرجہ کمال کو پہنچانا جیسے کہ باغبان
 بیج بوتا ہر جہش نکلتی ہے تو پانی دیتا ہر جہش ابوجاتا ہر توکلم کرتا ہر غرض اسی طرح تربیت کرتا ہر تاکہ
 مکمل کو پہنچے اور جب کمال کو پہنچتا ہر تو پتے اور پھل لاتا ہر اور جیسے کہ ماں اور باپ اپنی لڑکوں
 حق میں پرورش کرتے ہیں لیکن ربوبیت کبھی خاص ہوتی ہر ساتھ ایک شخص جیسے کہ ماں اور
 فرزند حق میں ربوبیت کرتے ہیں یا باغبان ایک باغ یا دو باغ کو حق میں پرورش کرتا ہر یا بار
 اور امیر اپنے ملک اور شہر کے حق میں ربوبیت کرتے ہیں سوائے قسم کی ربوبیت کہ ربوبیت اللہ کی
 موجد اور مشرک بل عبادت کے نہیں جانتا ہر اور کبھی ربوبیت کئی چیز پر ہوتی ہر جیسے کہ ربوبیت
 عناصر کی کہ روغن اور پتھر ہیں مثلاً ہندوؤں کو گمان میں پانی پر جو روح ہر ہندی زبان میں نام
 بھیروان اور آک پر جو مقرر ہر نام اوسکا جو الہ ہر یا ربوبیت یا تاثیر جانہ کی اور سورج کی اور سوا
 اور ستاروں میں مثلاً منج مرنے تیسری تعلیم کا ہر سوا اس ربوبیت کو عام سمجھ کر شرک لوگ قابل ع
 جانتے ہیں اور دھوکے میں پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انکی پرورش سب کا ہر لیاقت عبادت
 چیز میں کھتی ہیں کوئی گناہ رکھ کر پوچھا ہے اور کوئی خواہ غصہ کے دھوکے سے وریا پر پھول
 چڑھتا ہر اور کوئی قمر و قمر کو تلاش کرتا ہر کہ اگر قمر و قمر میں آیا ہو تو نشانی نہ کر دن کوئی میں
 کو اولتاری کی گردش کو اور اولتاری پختہ و ناکو پختہ ہر اور حقیقت میں غرر کے نہیں کھیتے ہیں کہ
 ربوبیت عام نہیں ہو سکتی ہر کیونکہ ہر پرورش سوج کی ہر وہ چاند نہیں کر سکتا ہر اسی طرح سوا کی ہر
 ہر وہ پانی میں نہیں ہر اور جو پانی کی پرورش ہر وہ آگ میں نہیں ہر پس معلوم ہوا کہ انکی بھی ہر
 خاص ایک ایک چیز پر مثلاً تاثیر سوج کی عالم حرارت میں یا رطوبت میں نہیں اور تاثیر جانہ

ربوبیت
 جو ان کا
 ہر وہ
 سوا کی
 ان کی
 ہر وہ
 سوا کی

رطوبت میں ہیں حرارت میں نہیں چنانچہ محتاج ہر حرارت کے پیدا کرنے میں اور سورہ ہاجرہ
 رطوبت کے پیدا کرنے میں سوا کی بھی پرورش خاص ہے عام نہیں جو اور ایک دوسری تاثیر میں ہے
 اور محتاج ہے اور تاثیر ان سب بتاروں کی مثلاً تاثیر آفتاب کی عالم حرارت میں اور تاثیر چاند کی عالم
 رطوبت میں اپنی ذات میں بلکہ اس تاثیر کو بھی وہی رب العالمین پیدا کرتا ہو سورج اور چاند کو پیدا کرنا
 اختیار نہیں جیسے قلم لکھنے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور لکھنے میں اپنا اختیار کسی طرح نہیں رکھتا نیز
 حال ان سب وحون اور ستاروں کا ہے ان سب میں دو طرح کا نقصان ہو ایک یہ کہ ان کا سب عالم
 میں تصرف نہیں دوسرے یہ کہ جس قسم میں اس کی تاثیر ہے وہ اپنی ذات میں اور اپنے اختیار میں نہیں
 پس ان کو پوجنا ایسا ہے کہ جیسے کوئی قلم کی پوجا اور بندگی کرے اس غرض سے کہ وہ پروانہ صحت
 براری کا اسکے واسطے لکھے اور جب عاجزی اور محتاجی ان کی ثابت ہوئی تو وہ قابل عبادت کے
 نہ ہو اور جب قابل عبادت کے نہ ہو پھر جو عبادت کرے ان کو وہ مشرک ہے عبادت چاہے
 رب العالمین کو کہ جو تمام عالموں کا رب ہے پرورش اس کی تمام عالموں کو احاطہ کر رہی ہے
 نقل ہو کہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ صام رب العالمین یعنی
 کون ہے رب سب جہانوں کا انھوں نے جواب دیا کہ رب السموات والارض ومابینہما
 یعنی رب آسمانوں کا اور زمینوں کا اور جو کہ ان دونوں میں ہر فرعون کو بڑا تعجب آیا تب حضرت
 نے دوبارہ فرمایا کہ رب ابائکم انا کو لین پہلی بار تو جو عام ربوبیت مکانوں میں تھی
 وہ فوٹائی اور دوسری بار جو عام ربوبیت مکانوں میں تھی وہ ارشاد کی گویا کہ یونہی کہ جب اس پر پوچھا
 کہ کون ہے رب العالمین حضرت نے فرمایا کہ وہ جو مالک ہے آسمانوں کا اور زمینوں کا اور جو مکان میں ان
 دونوں میں جب اسے تعجب ہوا تو فرمایا کہ تو مکانوں میں کون ہے رب جان کر گھیر لیا بلکہ جس مانے میں کہ
 تنہا سے باپ دادا کو پیدا کیا ہے اس نے مانے کا بھی وہی مالک ہے فرعون نے بہت محال
 جانا اس کو کہ ایک ذات اتنے مکانوں میں اور زمانوں میں کیونکر رب ہو سکے اس کو محال جان کر حضرت
 موسیٰ کو جنھوں نے پھر ایسا جب حضرت نے دیکھا کہ اس نے بہت بعید جانا ربوبیت عام کو فرمایا تو اسی کو بعید

چنانچہ لکھا ہے
 حضرت موسیٰ
 علیہ السلام
 فرعون

بیشک بیست و دو
کیست از اوس
ذات کے لیے
اور زمین کی
وقت کا کوئی
زمین ہون میں
شر کو بیست و دو
تفصیل میں
باب اس میں
میں
نہایت میں
چوہا اور مرغی
میں

جانتا ہو اوسکی ربوبیت اس سے بھی بڑی ہے سبب اکثرین و المصرب و ما کینہا
یعنی رب پورب کا اور پچھم کا اور جو کہ پنج پورب اور پچھم کے ہر بیٹے جیسے کہ ربوبیت اوسکی عام ہو مگر
میں اور زمانوں میں اسی طور سے عام و وضع مختلفہ میں کہ پورب کی وضع کچھ اور ہو اور پچھان کی
وضع کچھ اور ہو پچھان کی بولی کچھ اور طور کی ہو اور پورب کی بولی کچھ اور طور کی ہو سو معلوم ہوا کہ
قابل عبادت کو اور لائق حمد و ثناء کے وہی ایک ذات ہو کہ ہر چیز اوسکی محتاج ہے اور ربوبیت
اوسکی خاص نہیں بلکہ عام ہے اس واسطے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دیکھا
کہ کوئی سوچ کو پوجتا ہے اور کوئی چاند کو اور کوئی ستاروں کو تو توجہ کر کے جو دیکھا تو حق تعالیٰ
کو رو بہ روانہ ب کو عاجز پایا اوس وقت سب مشرکین کو طریقے سو ہزار ہو کر ایٹھ سو رو گار حقیقی
کی طرف رجوع کیا اور کہا اتی و جھٹ و جھٹی للذی فی فطر السموات و الارض حیث نقا و
ما اتا صون المشرکین سو حق تعالیٰ نے اس اعتقاد کو بہت پسند کیا اور اوس وز سو ظلیل اپنا
مقرر کیا اب ایک تقریر اور بیان ہوتی ہے اوسکو سمجھنے سورت العالمین کے معنی خوب ذہن نشین
ہو جاوے گا جو جانتا چاہیے کہ عالم میں جو موجود ہر یا تو ذات ہو یا صفت پھر ذات جیسے آسمان اور زمین
صفت جیسے رنگ اور مزہ اور بو اور ذات کو منطقی جو ہر کہتے ہیں اور صفت کو عرض کہتے ہیں اور
ذات کی دو قسم ہیں ایک جسم و دوسری روح جسم اوسکو کہتے ہیں کہ محسوس ہو اور طول عرض عمق
رکتا ہو اور ایک صورت اور مقدار اوسکی معین ہو اور اپنی صورت اور مقدار کو چھوڑ کر دوسری
صورت اور مقدار کو اختیار نہ کرے اور روح اوسکو کہتے ہیں کہ محسوس نہ ہو اور طول عرض عمق او
مقدار اور صورت معین نہ رکھے بلکہ جیسی شکل چاہیے ویسی اختیار کرے اور جیسی مقدار چاہیے ویسی ہو
اور جو کچھ چاہے نہ کہ دکھائی دینے لگے چاہیے آدمی بن جاوے چاہیے حیوان اور مرد اور روح سو فقط جان ہی نہیں ہے
بلکہ شامل ہر ملاکہ اور جنات کو بھی اور جسم کی بھی دو قسم ہیں ایک علوی اور ایک سفلی اور علوی کی بہت
قسم ہیں جیسے عرش اور کرسی اور سدرۃ المنتہی اور لوح اور قلم اور بہشت اور دوزخ اور ستاری اور
آسمان ساتون اور سفلی کی دو قسم ہیں ایک بسیط ہو کہ وہ ایک شے ہو اور کسی چیز سے ملکر بنی نہ ہو جیسے

۲

و صلوات الله علیہ

اوله کلمات
جمله کلمات
فصل کلمات
در کلمات

انصاف و عدل

1844

سید محمد

۴
کہ پانی آگ ہوا خاک دوسری مرکب ہو کہ ان بسیط چیزوں سے ملکر مٹی ہو پھر اگر چاروں چیزوں
ملکر مٹی ہے تو اسکو مرکب نام کہتے ہیں جیسے کہ معدنیات اور نباتات اور حیوانات اور ان تینوں قسموں کو
مرکب نام اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ چاروں چیزوں سے یعنی خاک اور پانی اور آگ اور ہوا اس مرکب ہو گئی
اور اس کے اقسام کی تفصیل بیان نہیں ہو سکتی ہو اور اگر تین سے یا دو سے ملکر مٹی ہو اسکو مرکب ناقص کہتے ہیں
اس قسم کی چیزیں بھی مشتقا بہت بنائی ہیں کہ میان ان کا مشکل ہو مگر شکر کچھ بیان کرتا ہوں کہ قدرت
رب العالمین کی معلوم ہو جاوے جیسے کہ بخار ہو کہ یہ مرکب ہے پانی اور ہوا اسے اور بخار ہو کہ مرکب خاک اور
ہوا ہے یا دھواں ہو کہ مرکب آگ اور ہوا اور ان تینوں سے رب العالمین نے عالم برست پیدا کیا ہے بخار آدھی
پیدا کرتا ہے بخار و پانی اور بخار و پانی و آگ اور پانی و آگ و ہوا اور ہوا و آگ و پانی و ہوا
برف پیدا ہوتی ہے اور اسی سے بجلی اور کڑک اور ستارے دم دار اور ستارے نئی شکل کر پیدا ہو
ہیں اور بخار اور دھواں ملکر زمین میں بند ہو جاتا ہے پھر وہ حرکت کرتا ہے تو اس سے زلزلہ پیدا ہوتا ہے اور
جب صرف بخار زمین میں جا کر بند ہوتا ہے اور ہوا کی قوت سے باہر آتا ہے تو اس سے چشمے جاری ہوتے ہیں اور
جو کچھ بخار و میان آسمان اور زمین کو بسبب سردی ہو اوقات کو جمع جاتا ہے سر زمین پر گرتا ہے سو اسکو
شبنم کہتے ہیں اور اگر جم کر آسمان زمین میں کھڑا رہتا ہے اسکو گھٹا کہتے ہیں اور گھاسا بھی کہتے ہیں اور
بعضے شہر و زمین ہی تجارت جھک شکر سفید اور شکر سرخ کی صورت ہو کر زمین پر برستے ہیں اسکو
ترنجبین اور شیشہ ارمن کہتے ہیں غرض جب کو رب العالمین کی ربوبیت کا دریافت کرنا بالکل مشکل
ہو تو کتاب عجائب کائنات میں دیکھ لیوے اور ارواح کی بھی کئی قسمیں ہیں ایک روح توصیف
نیک ہوتی ہے اسکو فرشتہ کہتے ہیں اور ایک صرف بد ہوتی ہے اسکو شیاطین کہتے ہیں یا بلبل ہو
ہوتی ہے نیک اور بدی سے اسکی دو قسمیں ہیں ایک جن دو سر بنی آدم اور فرشتے بھی تین قسم کے
ہیں ایک قسم کے وہ فرشتے ہیں کہ انکو خدمت ہر اجسام عالمی کی جیسے کہ اوشیا عبد الرحمن
کو اور نگاہ رکھنے والے کے کرسی کے اور دار و ندہ بہشت اور دوزخ کے اور رہنے والے سدرہ المنتہی
اور مجاور بیت المعمور کے اور کھینچنے والے ستاروں کے اور چرخ دینے والے آسمانوں کو

دربان اور مکے میں اور انھیں میں سے ایک قسم ہے کہ اجسام سفلی سے علاقہ رکھتے ہیں جیسے کہ فرشتے
 ابر اور ہوا پر موقوف ہیں کہ ہر قطرہ کے ساتھ آتے ہیں اور ہوا موافق حکم کے چلاؤ میں اور بعض فرشتے درختوں
 موقوف ہیں اور بعض آدمیوں کی محافظت کرتے ہیں اور ان کے اعمال لکھتے ہیں اور بعض فرشتے تفریح
 اس بات پر کہ جو لوگ اسماء الہی اور عزیمت پڑھیں ان کی مدد اور اعانت کریں مگر یہ جانتا چاہیے کہ ہر حکم
 خدا تعالیٰ کے کسی میں کسی طرح کی کچھ طاقت نہیں ہے کہ اپنا اختیار سے کچھ کر سکیں اور اپنا معتقد
 کچھ نفع یا اپنے منکرین کو کچھ ضرر پہنچا سکیں یہ بات ہرگز نہیں سہوتی ہر اور دوست و نکامی ہے
 کہ جو اللہ کا بندہ فرمان بردار ہے اور دشمن و نکامی ہے کہ جو بندہ نافرمان ہے اور دوسری قسم
 فرشتوں کی وہ ہے کہ عبادت میں مشغول ہیں اور خدمت ان کی تسبیح اور تقدیس اور ذکر الہی ہر طرح
 کو فرشتے اتنے ہیں کہ بشر کا مقدور نہیں ہے کہ ان کو گن سکے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آسمانوں کی
 ایک بالشت بھر کچھ فرشتوں نے خالی نہیں ہو جس جگہ دیکھنے میں آیا تو فرشتے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں
 یا کوع میں ہیں یا سجود میں ہیں تیسری قسم کے فرشتے وہ ہیں کہ بڑے بڑے کام عالم میں لگی
 تدبیر سے ہوتے ہیں جیسے کہ وحی کا لانا اور رزق کا پہنچانا اور فتح اور شکست کا دینا اور ارزانی اور
 گرانی کا کرنا اور مال و دولت کا دینا اور جان کا نکلنا اور ملک کا برباد کر دینا سوان کا سونہ میں حق
 تبارک تعالیٰ چار فرشتوں کو مقرر کیا ہے جبرائیل علیہ السلام میکائیل علیہ السلام اسرافیل علیہ السلام اور ان کے فرمان بردار فرشتے
 بہت ہیں کہ اللہ جل شانہ کا حکم پہلے ان چاروں کو پہنچاتا ہے پھر یہ اپنے فرمان برداروں کو حکم دیتا
 ہیں اور خود بھی کرتے ہیں اور جانا چاہیے کہ تمام عالم کے ساتھ ربوبیت رب العالمین کی بہت
 انواع و اقسام کی ہے اور اسباب و اسباب میں کہ اس کا شمار بہت مشکل ہے اور وحی کا مقدور نہیں
 کہ بیان کر سکے کیونکہ ایک پرورش انسان میں سیکڑوں اسباب ہیں تفصیل اس کی نہیں ہو سکتی ہے
 مگر مثال کو واسطہ تھوڑا سا بیان کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو جائے کہ رب العالمین کی ربوبیت کوئی
 قیاس میں نہیں لاسکتا ہو مثلاً آدمی ایک اپنی غذا کو غور سے دیکھے کہ جسکو دو دو اور تین تین
 کھاتا ہو اور اس کی خوبیوں کا غافل رہتا ہو سو نگاہ کرے کہ کس کس طرح کے اسباب ایک کھانے کے واسطے

پیدا کئے ہیں پہلے تو پانچ حواس دیے ہیں کہ جسکو حواس خمسہ کہتے ہیں اوسمیں سے ایک قوت
 چھوٹکی دی ہے تاکہ آگ کی گرمی اور برت کی سردی اور تلواری کی تیرش کو دریافت کرے اور سخت
 اور نرم چیز کو پہچان کر کھاوے اگر یہ قوت اوسکو چھوٹکی نہ دی ہوتی تو بھڑکوبھی منہ میں ڈال جاتا
 اور آگ کو بھی کھانے لگتا غرض کوئی چیز نفع کرنیوالی اور ضرر پہنچانیوالی کو چھوٹنے سے پہچان سکتا
 اور دوسری قوت چکھنے کی دی ہے تاکہ جسمیں بڑی بوہواوسکو نہ سونگھے اور نہ کھاوے اگر
 یہ قوت نہ دی ہوتی تو خشک اور چمکین اوسکے نزدیک برابر ہوتی پھر تیسری قوت چکھنے کی
 دی ہے تاکہ خوش رنگ چیز کو دیکھ کر مسرور ہووے اور خواہش کرے اور اچھی اچھی چیز کو نلکھو کھاوے
 اور بڑی بڑی چیزوں سے نفرت کرے اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو خوش رنگ اور بد رنگ اوسکے
 نزدیک برابر ہوتا اچھی اور بڑی چیز کی قدر نہ ہوتی اور نافع کی رغبت نہ کر سکتا اور ضرر سے بچ
 نہ سکتا پھر چوتھی قوت سننے کی دی ہے تاکہ اچھی تختہ چیز کا نام سنکے اوسکو منگا کر کھاوے اور
 بری چیز کا نام سنکر اس سے بھاگے اور کوئی کہے کہ تجھکو فلا مارنے آتا ہے تو چپ رہے اور کوئی کہے کہ
 حلت دینے آتا ہے تو بیچارہ ہے اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو اچھی چیز پر رغبت نہ کر سکتا اور
 بری چیز سے بچ نہ سکتا پھر پانچویں قوت چکھنے کی دی ہے تاکہ مزہ دریافت کرے کہ یہ
 چیز میٹھی ہو یا کھٹی ہو اور کڑوی ہو یا پھلکی ہے اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو مزے سے واقف نہ ہوتا
 نہ کڑوی کو نسی چیز ہے اور میٹھی کو نسی چیز ہو اوسکے آگے ایسا اور مصری برابر ہوتا اور طبیعت اچھی
 طرح قبول کرتی ہمیشہ سیاریوں میں گرفتار رہتا پھر رب العالمین نے حافظہ عنایت کیا تاکہ اچھی
 چیز کو گامزہ اور رنگ اور خوشبو یاد رکھ کر حافظہ کو بیدار نہ کرنا تو جب کھاتا جب ہی مزہ آتا پھر
 موصول جاتا تو کیونکر فراموشین کر کے منگاتا اور کھاتا پھر قوت کلام کرنے کی دی ہے تاکہ
 کلام کو وقت فرمایش کرے کہ فلاں چیز میرے آگے لاؤ اور فلاں چیز کو اٹھا لیجاؤ یا فلاں چیز
 مجھ کو آنا اور فلاں چیز نہ کیونکہ انا پھر اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو جی چاہتا گوشت کو آگے آتی دال اور
 جی چاہتا دال کو آگے آتا گوشت کس واسطے کہ دال تو جاتا نہیں جو کچھ سانسے آتا ہی کھانا پڑتا

پانچ حواس
 قوت

قوت

قوت

قوت

پانچ حواس
 قوت

ع
ج
ب
پ
پ
پ

کچھ پانی جذب کیا تھا اپنی غذا کے موافق اسکو تپتی لیتے ہیں اور باقی کو مٹانے کی طرف الگ دیتے ہیں تاکہ قبل کی راہ سے بول ہو کر لکل جاوے پھر خاک کو پیدا کیا ہے تو غذا کے بچ کو اپنی ہڈیوں میں رکھے پھر پانی کو پیدا کیا ہے تاکہ اسکو تر کر کے اوگالاوے پھر ہو کو بنایا ہے تاکہ اسکی رطوبت خشک کر کے مضبوط کرے پھر جوشہ نشیب میں ہیں وہاں نہرین پیدا کی ہیں بونے جوتے کیو واسطے اور جوہر بندی پر ہیں اور وہاں نہرین جاری نہیں ہو سکتیں تو وہاں مینہ برسایا جاتا ہے پھر مینہ کو واسطے چم برساتے ہیں کہ زمین شکل پرورش کی ہو اگر تیزی کے ساتھ برساتے تو بہت کمیت برباد ہو جاتا اور پھل پھول گر پڑتے اور سرسبز بادی ہوتی پھر لگانیک واسطے اناج اور آفتاب کو بنایا ہے یعنی جب تھوڑے دھار میں سے بلند ہو اسخنی اوسمیں آئی پھر جب امو اور رطوبت پانی کی اور ہوا کی اوسکے اوپر تک اچھی طرح نہیں پہنچ سکتی ہو بلکہ جڑ تک پہنچتی ہے اسکے واسطے چاند کو اور ستاروں کو پیدا کیا ہے تو انکی تاثیر سے رطوبت اوسمیں خوب سرایت کرے اور رطوبت اوسمیں پیدا ہو اور آفتاب کی گرمی سے جل نہاودین پھر آفتاب اور چاند کا پھر تاثیر پھر آسمان کو متصور تھا اور آسمان بالذات حرکت نہتی اس واسطے فرشتے مقرر کئے ہیں تاکہ آسمانوں کو پھر ایک دوسرے سے فرشتے اور مقرر ہیں آدمی پر غذا کو لیکر اعضا و نہین پہنچاتے ہیں اور سوانکے انکھوں پر اور قلوب اور فرشتے ہیں لیکن ان سب فرشتوں کو آسمانوں کے فرشتوں سے مدد پہنچتی ہے اور انکو عرس اوٹھانیو انکو پہنچتی ہو غرضکہ آدمی پر ہزاروں طور کی پرورش ہو اوسمیں سے ایک پرورش کا پھولا بیان ہوا کہ ایک غذا کے واسطے کتنے خادم پیدا کئے ہیں اور اگر غور کر کے دیکھے تو تمام مخلوقات کو اسکے واسطے پیدا کیا ہو اور اسکو اپنی بندگی کے واسطے پیدا کیا ہے خوب کہا ہے حضرت سعدی شیرازی نے رحمۃ اللہ علیہ ۵ ایر و باد و سہ و نور شید و فلک رکازندہ تا توانی کہت آری و بغفلت نخوری یہ ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار ہر شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نہ بری یہ اور جاننا چاہیے کہ تربیت و تقسیم کی ہو ایک تو یہ ہو کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنے فائدے کے واسطے پالتا ہو تاکہ وہ چیز اوسکے کام آوے جیسے کہ باغ کو پالنا انسان واسطے کہ

کہ پہلے لکین اور ہم کھائیں یا لڑکے کو پالتے ہیں اس امید پر کہ بڑا ہو کر ہماری خدمت کرے
 سو اس قسم کی پرورش کے مخلوق میں اور ہر اس واسطے کہ عاجز ہے اور جاہل ہے اور دوسری
 قسم پرورش کی وہ ہے کہ اوسیکے خاندان کے واسطے پرورش کرے سو یہ شان جناب
 رب العالمین کی ہر اس طرح کی پرورش کا عقیدہ مسلمان کو چاہیے کہ خالق کی جناب میں رہے
 اور اگر پہلی طرح کی پرورش کا عقیدہ رکھے تو مشرک ہے لیکن پرورش ہر ایک شے کی جدا جدا ہوتی ہے مثلاً
 پرورش آدمی کی یہ ہے کہ اوسکو روزی دینی تندرستی بخشی مراد کو اوسکی پوری کرنا بیعت بچانا اور سوا
 اسکو جو حاجت اوسکو ہو کر لانا اور پرورش درخت کی یہ ہے کہ وقت پر اوسکو پانی دینا اور سبز
 رکھنا اور اوسکو بارور کرنا اور پرورش فرشتہ کی یہ ہے کہ انکو اپنی درگاہ کے قریب کرنا اور اپنا کلام
 سنانا اور اپنا جلوہ اوپر ڈالنا اور انکی زندگی اس میں لیکن اس پرورش میں انبیا اور اولیا بھی شریک
 ہیں یہاں تک کہ کھانے اور پینے کی بہت اونکو پروا نہیں رہتی ہر چنانچہ مولوی روم فرماتا ہیں
 اے برادر گر خوری تو نان نوز بہ خاک یزی پسندان تنورہ پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اس
 پرورش کو بھی بالعمال میں سے طلب کریں تاکہ دونوں جہان کی پرورش حاصل ہوئے

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

یعنی بہت مہربان بخشنے والا۔

جاننا چاہیے کہ پرورش کے واسطے دو قسم کی رحمت ہوتی ہے ایک عین پرورش میں ہوتی ہے
 اگر وہ رحمت نمودی تو پرورش بھی نمودی ہے وہ یہ ہے کہ خوب توجہ کرنا اپنی پروردگار کے حال پر اور جو
 اوسکی ہرمانگہ یا نہ مانگے روانہ کرنا اور بیعت اوسکو بچانا کو اوسکو معلوم ہو یا نہ ہو اس
 پرورش پر رحمت کا لفظ دلالت کرتا ہے اور دوسری قسم رحمت کی یہ ہے کہ بعد پرورش کے
 اوسکو اوسکے کمال پر پہنچانا اور اوسکے کمال کو برباد کرنا سو اس پرورش پر لفظ رحمت کا دلالت کرتا
 ہے اور رب العالمین کو بعد ان دونوں لفظوں کو لانیسے غرض یہ ہے کہ معلوم ہو جائے کہ پرورش غیر
 رحمت کے نہیں ہو سکتی ہے اور حقیقتاً انکی طرف رحمت کے یہ معنی ہیں کہ انکی کو پہنچا دی اور مشرک کو دفع

کرے اور بعض کہتے ہیں رحمن اور رحیم کے ایک معنی ہیں لیکن رحمن کی لفظ میں زیادہ رحمت کے
 اس واسطے کہ اس کو پانچ حرف ہیں اور اکثر قاعدہ ہے کہ زیادتی لفظ کی زیادتی معنی پر ولادت کرتی
 ہو اور رحیم میں اوس کے رحمت کے کیونکہ اوس کے چار حرف ہیں اسی واسطے رحمن کا لفظ خاص حق تعالیٰ
 کی ذات پاک کو سنہ اور ہر دوسرے پر اسکا اطلاق صحیح نہیں ہو اور لفظ رحیم کا بندون پر بھی
 بولنا اور رحمت کے صفا کو کہا ہے کہ رحمن کا اشارہ ہے بطور رحمت الہی کا آسمان کے رہنمائی والوں پر
 اور رحیم کا اشارہ ہے بطور رحمت الہی کا زمین کے رہنے والوں پر گویا یون فرمایا اللہ ہی پرورش
 فرماتا ہے اپنی رحمت کے آسمان والوں کو اور زمین والوں کو اور بعض کہتے ہیں کہ رحمن اوس کو کہتے
 ہیں کہ اپنے دوست اور دشمن سب کو پرورش کرے اور رحیم اوس کو کہتے ہیں کہ خاص اپنے دوستوں کو
 پرورش کرے اور عزت ہے اور دشمنوں کو ذلیل کرے تو معنی اسی کے یون ہوا ایسا اللہ کہ پالنے پر
 اپنے دوست اور دشمن کو دنیا میں اور آخرت میں پالے گا اپنے دوستوں کو اور ذلیل کرے دشمنوں کو
 اور ابن مبارک کے کہا ہے کہ رحمن وہ ہے جو کوئی اوس سے مانگے اوس کو دیوے اور رحیم اوس کو کہتے
 ہیں کہ جو کوئی نہ مانگے اوس پر غصہ کرے کہ کیون نہیں مانگتا گویا کمال رحمت فرمائی بندوں پر کہ
 مانگنا ہی تو مانگ اور نہیں تو میں غصہ کر دوں گا کہ تو نے کوئی اور خاوند مقرر کیا ہے کہ اوس سے مانگے گا
 اس جگہ بندے کی نا انصافی کو دیکھیے کہ جو مالک ہے زمین اور آسمان کا اور کچھ ہماری پروا نہیں رکھتا
 اور وہ خود کہتا ہے کہ مانگ مجھ سے اگر نہ مانگے گا تو میں غصہ کر دوں گا اوس سے تو یون بھاگتا ہے اور جو
 محتاج ہیں اوسے جا جا کر مانگتا ہے تو قیامت میں دیکھیے کہ اس ظلم کے واسطے کون سے جہنم کا طبقہ
 مقرر ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رحمن وہ ہے کہ طرح طرح کی نعمتیں دین اور دنیا کی دیوے اور رحیم
 وہ ہے کہ تمام بلیات سے بچا دے اور بعض کہتے ہیں کہ رحمن اوس کو کہتے ہیں جو بڑی بڑی چیزیں دیوے
 جیسے اولاد اور دولت اور سوا اسکے اور رحیم اوس کو کہتے ہیں کہ جو چھوٹی چیزیں اوس کا ملکی جاؤں
 جیسے نمک اور جوتی اور گھاس جانوروں کی واسطے یہاں سے معلوم ہوا کہ چھوٹی چیزیں بھی اللہ
 سے مانگنا چاہیے اور یہ اس واسطے فرمایا ہے کہ یہاں کے پادشاہوں سے تغیر چیز

رحمن
 رحیم

رحمن
 رحیم

نہیں مانگتے ہیں نقل ہو کہ ایک شخص نے ایک بادشاہ سے کسی آسان مقدمے میں عرض کی
 وہ بادشاہ بہت خفا ہوا اور اسکو جیل خانے میں بھیج دیا اور کہا کہ چھوٹے کام چھوٹے لوگوں کے
 واسطے مقرر ہیں مجھے چھوٹے کام کو جو اس نے کہا گویا تجھکو دلیل جانا اور برابر الٹا کر دیکھنا
 سو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بادشاہ بے پروا ہوں اور میری عزت کے آگے اور بادشاہوں کی
 عزت غلاموں کے برابر بھی نہیں ہے مگر ویسا بادشاہ نہیں ہوں کہ بڑی چیزیں میں دونوں اور چھوٹی
 چیزیں اور دونوں ہاتھ سے دلاؤں بلکہ حقیقت میں اگر دیکھو تو یہ انکی محتاجی ہے کہ الٹا کر انھوں
 مقرر کئے ہیں اسواسطے کہ سب اوستے ہونہیں سکتے ہیں اور میں بادشاہ صاحب عظمت اور زبردست
 ہوں ایک لمحے میں ساری جہان کی حاجت کو رو کر دیتا ہوں سو رحمن بھی میں ہوں بڑی بڑی
 چیزوں کی طلب ہو تو تجھ سے کہو اور رحیم بھی میں ہوں چھوٹی چھوٹی چیزیں مانگتے ہو تو وہ بھی مجھ
 سے مانگو اس اجازت کے بعد اگر کوئی چیز الٹا کر چھوٹی ہو اور سے مانگو گا تو سوا دو بخ کر چکا نا کہ میں
 نہ پاؤں گا ایکو بیغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تجھکو جو مانگنا ہو اللہ سے مانگ یہاں تک کہ
 شک بھی مانگے تو اوسے سے مانگ اور جو کچھ بھی مانگے تو اوسے سے مانگ اور بعض کہتے ہیں کہ رحمن
 اوستا کہتے ہیں کہ بڑی چیز اوستا کہتے ہیں اور وہ اس کے بدلے میں اچھی چیز دے گا اور رحیم کا لفظ دلا
 کرتا ہے اور نعمت پر کہ لوگوں کے گمان میں وہ نعمت بندوں کی طرف سے بھی پہنچ سکتی ہے جو جیسے کہ
 علاج کرنا طبیعت اور علم پڑھنا اوستا سے سو معنی اسکے یہ ہے کہ میں رحمن ہوں تو ناقص عباد
 کرتا ہوں اس کے بدلے میں سونے اور چاندی کے محل دیتا ہوں ایک قطرہ گندہ منی کا ہوتا ہے اور اس سے
 خوبصورت لڑکا بنا کر تجھکو دیتا ہوں ایک بیج پرانا زمین میں سپرد کرتا ہوں اس کے بدلے میں خاصہ درخت
 سرسبز کر کے تیرے حوالے کرتا ہوں اور میں رحیم ہوں جو توقع اوستا سے اور سپرد اور حکیم جو کہتا
 وہ حجر سے رکھ میں ہے اوستا کو تجھکو علم دے گا کہ جب نام علم لدنی ہے بغیر پڑھنے کو تجھکو عالم کر دے گا اور
 بغیر حکیم اور دوا کر تجھکو تندرست کر دے گا اور اگر کوئی کہے کہ رحمن اور رحیم کے معنوں سے معلوم ہوتا ہے کہ
 وہ ہر امر میں ہے اپنے بندوں پر پھر مہربان ہو کر غم اور بیماری اور حاجت کو کیوں پیدا کیا یہ بات درست ہے

ت

میں علم
 اور رحیم
 کا ایک ہی ہے
 اور رحیم

تفسیر اردو سورہ فاتحہ

رحمت بہت کبیرہ ہو جو اب اسکا یہ ہے کہ حقیقت میں عقل ہماری ناقص ہے کہ ان چیزوں کو نہ جانتا
 رحمت کے جانتے ہیں کیونکہ باپ لڑکے کو اپنی رحمت کی رحمت سے مار مار کر اوسکو ادب کھاتا ہے
 اور اوس لڑکے کے دل سے پوچھو تو اوسکو عین عذاب جانتا ہے لیکن حقیقت میں وہ لڑکے کی
 نادانی ہے کہ اوسکو عذاب جانتا ہے یہ اوسکی عقل کا قصور ہے پھر جب وہ مکتب میں بیٹھتا ہے تو اوتا
 اوسکو کبھی لکڑیاں مارتا ہے کبھی ہاتھ باندھتا ہے سات دن تک اوسکو ایک لمحہ فرصت نہیں دیتا پھر
 جمعہ کا دن ہوتا ہے تو باپ اوسکا حجامت کے واسطے زبردستی کرتا ہے کہ میں ناخن کٹواتا ہوں کہ میں بال منڈواتا
 ہوں پھر گھر میں ماں اوسکی اوسکو نہلاتی ہے کہ میں مل کر اوسکا بدن دھوتی ہے اور وہ روزنا جاتا
 اور ان باتوں کو اپنے حق میں بے غصی سے تکلیف جانتا ہے اور حقیقت میں کمال رحمت سے مستعمل
 اشارہ قرآن شریف میں فرماتا ہے **اِنَّ تَكْرَهُنَّ مِثْلًا لِّمَا وَهَبْنَا لَكُمْ وَهَبْنَا لَكُمْ وَهَبْنَا لَكُمْ**
وَمِنْ شَرِّ مَا كَرِهْتُمْ **وَاللّٰهُ يَكْلَمُ فَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ** قصہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما
 السلام کا اسکا جواب شافی ہے کہ ایسا تو پیغمبر اور العزم کی سمجھ میں اسرار الہی نہ آئے اور حضرت
 خضر علیہ السلام پر اعتراض کرنے لگے پھر دوسرا کوئی کیا سمجھے گا پس آدمی کو چاہیے کہ اوسکو حیرت
 اور حزن برحق اعتقاد کرے اور اپنے تئیں مانند اطفال ناقص العقل کو جانی نہیں ایمان باقی رہتا
 غرض حاصل کلام کا یہ ہے کہ اگر دنیا میں فقیر اور غریب نہ ہوتے تو صورت انتظام کا رخاۂ عالم کی بندہ
 اس واسطے کہ جب کوئی کسی سے غرض نہ رکھتا تو کیوں اپنی اوقات اوسکی تابعداری میں گزارتا اور اوسکی
 حکم کو اپنے اوپر اٹھاتا پس یہ سب انتظام عالم کے برہم ہو جاتیں خلقت انسان کی مانند جانور و کبیرہ گندہ
 پھر کہرتی جیسے جانور ایسے ہیں ایک دوسرے کا کام نہیں کرتے ہیں ایسے ہی آدمی بھی ہو جاتے کہ انسان کے
 پیدا کرنے کا فائدہ تھا وہ حمل نہوتا اور حرکت پروردگار کی ظاہر نہوتی مثلاً اگر چروگ پیدا نہوتے تو
 چروکیدار رکھنے کی کیوں حاجت ہوتی اور اگر مرض نہوتا تو طبیب اور پیراج اور عطار معطل پڑ جاتے
 اور اگر فقیر نہوتے تو بادشاہ اور امیر بے لشکر اور خدمتگار کیا کر سکتے پس اس تقریر سے معلوم
 ہوا کہ ہر بلا اور آفت میں رحمت رحمت کی چھپی ہوئی ہے کیونکہ اکثر اوقات بڑے بڑے امیر جو مرض میں

۲
 قریب ہے
 کہ شکر کی چیز
 کہ اور وہ بہتر
 کا جتنی
 کہ اور
 قریب ہے
 کہ دوست
 کہ گھر
 کہ ایک چیز
 اور جب چھوٹا
 کہ اور اگر
 جانتا ہے
 اور غریب
 کہ

گزشتہ ہوتے ہیں تو محتاج جگہوں سے دو اکڑتے ہیں اور محتاج عطار و شے دو امریرتے ہیں اور وہ حکیم اور عطار غنی ہو جاتے ہیں اور حکیم بر بیماری کے علاج سے آگاہ ہوتے ہیں اور عطار طرح کی دوا جمع کر رکھتے ہیں پھر اگر حکیم موجود نہ ہو اور عطار دوا دے کر کے تو علاج بیماری کا کیا ہو جو پس مرض امیر و ن کا حکیموں اور عطار و ن کو حق میں رحمت اور حکیم اور عطار امیر و ن میں ہیں اسی طرح لشکر اور چوکیدار بادشاہ اور امیر و ن میں رحمت ہیں اور بادشاہ اور امیر لشکر اور چوکیدار حق میں رحمت ہیں پس چور و لٹا ہونا اور اعراض کا ہونا ہر امیر و فقیر کے حق میں رحمت ہو اسی طرح ہر بلا کو کہ پیش آوے قیاس کرنا چاہیے اور اگر بھلائی ہو اسکی سمجھ میں نہ آوے تو یوں کہو کہ یہ حکمت اور رحمت کو ساتھ ہو لیکن میری عقل ناقص میں نہیں آتی ہو اس لئے میں ایمان کی کوری ہر بلا کہ بعضے وقت وہ بلا اور آفت باطن میں بڑی عمدہ رحمت ہو جاتی ہے لیکن ظاہر میں بڑی اور آفت عظیم معلوم ہوتی ہو اور عاقل اوس میں حیران ہوتا ہو جیسے کہ فقہ حضرت مریم علیہا السلام کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر خاوند کے اذکار کا دیا ظاہر میں بڑی رسوائی اور سخت عیب ہے بلکہ اکثر افراد اور نیک شخصوں کے حق میں اس کو یادہ کوئی رسوائی نہیں ہے اس واسطے حضرت مریم کی قوم نے دیکھا کہ اس کا اے بہن ہارون کی تیرا بپ بختا بڑا آدمی اور مان تیری بختی ہو کار و اس کو حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں رحمت فرمایا کہ تَجْعَلُهَا آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً لِّعِبَادٍ عِيسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ بغیر بپ کے پیدا کرنا اس واسطے کہ مقرر کریں ہم اس کو نمونہ قدرت کا واسطے لوگوں اور رحمت اپنی طرف سے غرض غلام کو نہ چاہیے کہ اپنے مولیٰ کے کاموں میں اعتراض کرے

مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ

یعنی خاوند ہے دن جزا کا

اور بعضے قاریوں نے مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ بھی پڑھا جو یعنی بادشاہ دن جزا کا سو جانا چاہئے کہ حق تعالیٰ نے چند روز کے واسطے لوگوں کو املاک پر قبضہ دیا ہو سو اس پر نازان ہو کر کوئی کہتا ہو کہ مالک میری کوئی کتاب ہو کہ تیزی کہتا ہو ائی یہ تو میرا بپ اور داد بکی ہو غرض کوئی چودھری اور کوئی مالک

فائدہ حاصل ہو گیا سو ان تین صفتوں کے یہاں لانے میں اشارہ یہ ہے کہ بند کیو چاہیے کہ عجیبی کو جو
 اور چھلی پر پوش کو دیکھ لے کہ انکی شکم میں او سکویں پالا ہے اور اگر اب توقع رکھتا ہو رحمت کی
 تو میں رحمن اور رحیم ہوں مجھی کو تعریف کرے اور اگر توقع رکھتا ہو کہ آئندہ کو رحمت کرے تو میں
 مالک م الدین ہوں آئندہ کی توقع سے میری حمد کرے سو اس واسطے ان تینوں صفتوں کو فرمایا
 تاکہ معلوم ہووے کہ فی الحقیقہ لائق حمد کے اویسی ذات پاک ہو اور جانا چاہیے کہ جن عالموں نے
 مالک یوم الدین پڑھا ہے وہ کہتے ہیں کہ مالک یوم الدین سے وہ قرأت کئی طرح سے بہتر ہے
 اول یہ کہ مالکیت عام ہے آدمیوں پر بھی ہوتی ہے اور غیر آدمیوں پر بھی ہوتی ہے مثلاً
 جانوروں اور درختوں وغیرہ پر بھی مالکیت ہوتی ہے بخلاف پادشاہی کے کہ بادشاہی صرف
 آدمی پر ہوتی ہے اور جانوروں وغیرہ پر نہیں ہوتی دوسری یہ کہ مالک کو اپنا مملوک پر کمال
 اختیار ہوتا ہے چاہے او سکویں بیچ لے چاہے کیو بخش دیوے بخلاف بادشاہ کو کہ یہ اختیار اپنی
 رعیت پر نہیں رکھتا ہر پست سے یہ کہ نسبت مالکیت کی مضبوط ہوتی ہے نسبت پادشاہی ہو کس
 کہ مملوک اپنے مالک کی مالکیت خارج نہیں ہو سکتا ہو اور رعیت کو ممکن ہے کہ رعیت ہو نیسے کہ
 پادشاہ کے آپ کو خارج کرے اور دوسرے کی پادشاہی میں جا رہے لیکن غلام دوسرے کیا از خود
 نہیں بن سکتا چوتھی یہ کہ مملوک کو خدمت مالک کی واجب ہے اور رعیت کو خدمت بادشاہ کی از
 نہیں پانچویں یہ کہ غلام نے اذن مالک کے کچھ کام نہیں کر سکتا ہو اور رعیت کو حکم بادشاہ
 جو کچھ چاہے کر سکتی ہے اور چھٹی یہ کہ غلام امیر رکھتا ہو کہ اپنے خاوند سے منفعت کی بجائے
 بادشاہ کے کہ وہ خود امیر رکھتا ہو رعیت ہو اور نفع حاصل کرتا ہے اوس کے کمین خراج لیتا ہو
 کمین محصول لیتا ہو اور ساتویں یہ کہ غلام اپنے مولیٰ سے خوراک اور پوشاک اور رحمت
 عفو و کرم چاہتا ہے اور رعیت پادشاہ سے کبھی حاجت پڑے تو عدل اور انصاف چاہتی ہے
 اور آدمی کو نسبت عدل کے اور انصاف کے خوراک اور پوشاک اور عفو اور کرم اور رحمت
 کی بہت حاجت ہے بلکہ اسی اسطر حدیث قدسی میں خوراک اور پوشاک وغیرہ کا ذکر کیا ہے

نہ
 بیان ہو
 چھ قرأت
 ہے

اور عدل کا ذکر نہیں فرمایا ہے وہ حدیث یہ ہے یا عبادی اکلکم صایح الاصل من اکلکم یعنی اے بندو
 فی اکلکم اکلکم یا عبادی اکلکم عاد الاصل من اکلکم صایح الاصل من اکلکم یعنی اے بندو
 میری قوم سب بھوکے ہو مگر جبکہ کھلاؤ میں پس کھانا مانگو مجھے کھانا دو نہیں نکلو اور میری قوم سب بھوکے
 مگر جبکہ پہناؤ میں پس کپڑا مانگو مجھے کپڑا دو نہیں نکلو اچھو میں یہ کہ پادشاہ جب موجودات لیتا ہے
 تو بڑھو نکلو اور ضعیفوں کو اور بیماروں کو نظری کرتا ہے اور مالک جب غلاموں کو نظر کرتا ہے تو ضعیفوں پر
 اور بیمار و نپیر رحم کرتا ہے نہ دست غلاموں کو دیتا ہے کہ انکی خدمت کرو لو میں یہ کہ قیامت کو دن
 بادشاہ بہت ہو ویشے اور مالک سوائے حق تعالیٰ کے کوئی نہ ہو گا و سو میں مسئلہ فقہ کا ہے کہ
 جب مولیٰ نے نیت سفر کی کی یا نیت اقامت کی کی جو غلام کہ ہمراہ مولیٰ کے ہو وے اوپر
 بھی بغیر نیت کرے کہ حکم مسافر کا یا مقیم کا ہو جاتا ہے بخلاف رعیت کو اور جن عالموں نے ملک
 یوم الدین پڑھا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ قرأت کئی طرح پر بہتر ہے ملک یوم الدین سے اول تو یہ
 کہ پادشاہ ملک بھی ہوتا ہے اور ہر ملک پادشاہ نہیں ہو سکتا ہے و دوسری یہ کہ پادشاہ شہر میں
 بلکہ ملک میں ایک ہے اور ملک ایک شہر میں بہتر ہے ہوتے ہیں اور تیسری یہ کہ لفظ رب
 العالمین کا اور بالکلیت کے والہت کرتا ہے اور اگر اس جگہ بھی ملک یوم الدین پڑھا جاوے تو
 تکرار لازم آوے اور چونکہ یہ کہ لفظ ملک کا بیچ نو ذی نام کے آیا ہے اور لفظ مالک کا وہاں
 نہیں آیا مگر مالک الملک آیا ہے سو وہ ملک کے معنوں میں ہے اور پانچویں یہ کہ آخر قرآن شریف
 کے ملک انسان آیا ہے اور اللہ کے کلام کے ختم میں اچھا لفظ ہونا چاہیے اس سے معلوم ہوا کہ ملک
 بہتر ہے اور چھٹی یہ کہ اطاعت پادشاہ کی اور ہر ملک واجب ہے اور اطاعت مالک کی ہر کسی پر واجب
 نہیں مگر اوپر غلاموں پر غرض گفتگو اسمیں بہت اس مختصر میں اتنا ہی بیان کافی ہے اور جانا
 چاہیے کہ دن شرع شریف میں طلوع ہونے صبح صادق سے غروب ہونے آفتاب
 تک کو کہتے ہیں اور کبھی مطلق وقت کو بھی دن کہتے ہیں خواہ دن ہو خواہ رات ہو اور خواہ
 سال ہو خواہ ماہ ہو جیسے کہ کہتے ہیں جس روز فلاں شخص آئیگا تو یہ ہو وے گا مراد یہ ہوتی ہے

یہاں
 صحت
 ہے

ف
 تحقیق
 ہے

کہ جس وقت آویگا تو یہ ہو ویگا اور جیسے کہتے ہیں کہ خندق کے روز یون اتفاق پڑا تھا حالانکہ
خندق کی لڑائی کو برسین گذرین سو یوم الدین میں بھی روز اربعہ نہیں بلکہ وقت مراد ہو یعنی وقت
بڑا کے اور اس وقت کی ابتدا الفجر تا نسیہ سے ہو اور انتہا اسکی اوس وقت تک ہو کہ اہل بہشت
بہشت میں جاویں اور اہل دوزخ دوزخ میں جاویں اور جانا چاہیے کہ حق تعالیٰ نے اس سورہ میں
پانچ نام اپنے فرمائے اللہ رب رحمن رحیم مالک یوم الدین سو وہ اسکی یہ ہو کہ اس سورہ میں
بندے کے پانچ سوال بھی ہیں تاکہ ہر ایک نام ہر ایک سوال کے مقابل آجاوے وہ پانچ سوال یہ
ہیں ایک عبادت دوسری استغاثت تیسری ہدایت چوتھی استقامت پانچویں انعام گویا اس کا
اشارہ یون ہو کہ لائق عبادت کے میں ہوں اس واسطے کہ نام میرا اللہ ہے اور اگر مدد مانگا جا
تو مجھی سے مانا کیونکہ میرا نام رب اپنی پرورش کی شان سے تیرا سوال رونکر دینا اور اگر
ہدایت طلب کرے تو مجھی سے کہ کیونکہ میں رحمن ہوں اپنی رحمت عام ہو کہ راہ نمونے دے گا اور
اگر استقامت چاہے تو مجھی سے چاہ کیونکہ میں رحیم ہوں اپنی رحمت خاص سے تیری قدم کو دے گا نہ دے گا
اور اگر انعام کی خواہش ہو تو مجھی سے کہ کیونکہ میں مالک ہوں سارے جہان کا اپنے فضل سے تمھیں
بخشش کرے گا اور بعض علماء نے ان پانچ ناموں کی تخصیص میں یون کہا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی شخص کی
تعریف کرنا ہو تو چار دہے کہ تاہو اول یہ کہ اپنی ذات میں وہ شخص کمال رکھتا ہو اگرچہ حسان
دوسرے پندرہ دوسری یہ ہو کہ صاحب حسان ہو گو نو غیر حسان اسکی واجب تیسری یہ کہ تو
اوس آئندہ کو طمع رکھتے ہو گو بافضل حسان نہیں کر تاہو چوتھی اوسکے غضب ڈر کر تعریف
کرتے ہیں جانتے ہیں کہ اگر ہم تعریف نہ کریں گے تو وہ خفا ہو جائیگا سو اسکا کو یون فرمایا کہ حقیقت
تعریف کے قابل میری ذات پاک ہو کیونکہ میں اللہ ہوں اپنی ذات میں پورا کمال رکھتا ہوں
اسے بند و سیر کمال کی تعریف کر و گو میں حکم کر وں یا نہ کر وں کس واسطے کہ صاحب
کمال نہیں کہتا ہے کہ میں صاحب کمال ہوں میری تعریف کر وں بلکہ اوس کا کمال
خود بخود متعین اس بات کا ہے کہ تعریف اوسکی کیجاوے مثلاً کوئی شخص کسی علم میں یا شہ
بہشت میں

۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

پور اکمال رکھتا ہو لوگ اوسکی خود بخود تعریف کریں گے اگرچہ وہ کہے یا نہ کہے لیکن اوسکا کمال انھیں
 کرتا ہو امید ہے کہ اوسکی تعریف کیجیے اور اگر بندہ یوں چاہے کہ کوئی احسان کرے تو میں اوسکی تعریف
 کروں سو امی بندو یہ نام رب ہو میں احسان بھی کر چکا ہوں کہ تجھ کو عدم سے وجود میں لایا ہوں
 میری ربوبیت کو دیکھ کہ تعریف میری بجا لا اور نام میرا حسن ہو بالفعل میرا احسان کو دیکھ کہ شکر
 ادا کر اور آگے کو بھی متوقع ہو کہ میری صفت کہ کیونکہ میرا نام رحیم ہو میں آگے بھی دوں گا اور اگر
 تجھے ان چیزوں کی لالچ نہیں ہو تو میرے خوف و میری تعریف کہ کیونکہ میرا نام مالک یوم الدین ہے
 اگر میری تعریف نہ کرے گا تو بڑے سخت عذاب میں پڑے گا اور بعضوں نے ان پانچ ناموں
 خاص ہو نیکی وجہ میں اسکا کہ کہا ہے گویا یوں ارشاد فرمایا کہ لا اوتی تعریف کے میں ہوں کیونکہ
 اپنی ربوبیت کی بہت سے تجھ کو عدم سے وجود میں لایا اور جب بنیا میں آیا تو اپنی ربوبیت کی بہت
 سے تجھ کو پرورش کیا اور جب بڑا ہوا تو گناہ کرنے لگا تو نے اپنی رعایت کی شان سے اوس
 گناہ کو چھپایا اور خلق میں سوا نکلیا اپنا نام رحیم بتایا تاکہ رحمت الہیہ نہ کہے پھر اوس میں
 کو بعد ثواب کا امیدوار کیا اور اکیو مالک یوم الدین فرمایا کہ مالک نہ کہ امیدوار ثواب رہے غرض
 یہاں تک بندہ اپنے خاوند کی صفت اور شان میں لگ رہا تھا اور اوسکے دربار سے غائب تھا کیوں کہ
 کہیں رب العالمین کی ربوبیت کو اقسام و حوث نہ کہتا تھا اور کہیں الرحمن الرحیم کے رحم اور مہربانی
 بیان کرتا تھا اور کہیں مالک یوم الدین کی مالکیت اور عظمت کو تلاش کرتا تھا سو غیب اپنی استغناء
 کو موافق تفتحا کی خوبیاں بیان کر چکا تب دربار کو آنیک قابل ہو اسو اب دربار میں حاضر ہو کر کھتا ہو

ایک نکتہ

یعنی خاص نیچے کو عبادت کرتے ہیں ہم
 اور حقیقت عبادت کی تعظیم بجا لانا ہے اور تعظیم شرع شریفین میں کئی قسم پر ہے بعضی تعظیم ساتھ ظاہر
 و بعضی رکھتی ہے اور بعضی ساتھ باطن کے رکھتی ہے اور وہ جو ساتھ ظاہر کے تعلق رکھتی ہو تو میں
 بعضی زبان سے تعلق رکھتی ہے وہ یہ ہو کہ اللہ کا ذکر کرنا زبان سے اور پڑھنا قرآن شریف کا اور

بعضی تعظیم
 رکھتی ہے
 بعضی تعظیم
 رکھتی ہے

رسول اللہ پر درود بھیجنا اور کبریا سبب اور تحلیل کا اور دعا کرنا اور وظیفہ پڑھنا اور بعض عبادت
انکے سے تعلق رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ دیکھنا کعبہ شریف اور مسجد و کثا اور دیکھ کر پڑھنا قرآن شریف کا اور دیکھنا
کتاب احادیث اور تفسیر اور فقہ کا اور دیکھنا بزرگوں کا اور دیکھنا انبیاء اور شہیدوں اور نیک خونی
بروٹا کہ جان اپنی اور حضور اللہ کی راہ میں دی ہو اور دیکھنا آسمان کا اور ستاروں کا اور کشتی کا اور دریا کا اور
درون کا کیونکہ یہ سب چیزیں دلیل ہیں حق تعالیٰ کی وحدانیت پر لیکن تحلیل کی طرح نہ دیکھو بلکہ عبت کی نگاہ سے
دیکھو جس طرح اولیا اور انبیاء دیکھتے تھے اور قبروں کو بھی اسی طرح دیکھو جس طرح اور بزرگ دیکھتے تھے مثلاً
شہید کی قبر کو دیکھو تو یہ تصور کرے کہ میرا خداوند مجھ کو بھی یہ رتبہ عنایت فرمائے جو درجہ انکا ہے وہ
میرا بھی کرے اور اگر کسی نیک بخت کی قبر کو دیکھو تو یوں کہے کہ اللہ مجھ کو بھی ایمان سہارے اور ان
لوگوں میں ملاؤ اور جب قبر کو دیکھو موت کو یاد کرے کہ ایک دن مجھ کو بھی یہاں آنا ہو کیونکہ حدیث
شریف میں آیا ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ قبر و قبر چاکر یہ الفاظ پڑھا کرے السَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا أَهْلَ الْقُبْرِ
مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ کُنَّا سَلَفٌ وَ اَنْتُمْ کُمْ یَتَّبِعُ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللہُ بِکُمْ لَاحِقٌ
یَرْحَمُ اللہُ الْمُتَّقِیْنَ مِنْ مَتَّٰلِ الْاٰخِرِیْنَ اَسْأَلُ اللہَ لَنَا وَ لَکُمْ الْعَافِیَۃَ یَغْفِرُ اللہُ
لَنَا وَ لَکُمْ وَ یَرْحَمَنَا اللہُ وَ اَیَاکُمْ اور موت یاد کرنا کیونکہ قبرستان میں جاؤ نقش و نگار دیکھو و خواہ
چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب قبرستان میں جاتے تھے تو بہت دیر تک رہتا تھا یہاں تک
روتے تھے کہ ریش مبارک آنسو سے تر ہو جاتی تھی پھر جب کوئی پوچھتا کہ آپ اتنا کیوں روتے ہیں تو
فرماتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر پہلی منزل ہر آخرت کی منزلوں میں اگر میان اسن
تو آگے بھی ایمان ہو اور اگر یہاں پہرہ لایا تو آگے بھی پہرہ ہو سو قبر و کثا دیکھنا عبادت اسی طرح ہو اور
بہتر نہیں ہے کہ قبر و قبر دور دور سے تکلیف اٹھا کر جانا مخصوصاً عام کو حق میں تو زہر قاتل ہے اگرچہ خواص
اہل اللہ کی قبروں کا فائدہ ہوتا ہے لیکن جب امت میں فساد واقع ہو تو خواص کو چاہیے کہ اور مستحب
یا مباح کو رفع کے واسطے ترک کر دیں اس میں کچھ مضائقہ نہیں بلکہ امید ثواب کی ہو اور عبادت
کان کی قرآن شریف کا سنا اور غلہ کا اور اللہ رسول کے ذکر کا اور جالوڑوں کی آواز کو سنکر

اللہ کی قدرت کو جانے اور اس کی محبت اپنے دل میں پیدا کرے اور حرام اور نگو جیسے کہ طہلہ
 سازنگی ستارہ صولکی بانسلی مورچیک اور نامحرم جوان عورت کی آواز ان چیزوں سے بہت پرہیز
 کرے اور حضرت امام عظیم رحم نے تو راگ کی آواز سے بھی پرہیز کیا ہے لیکن عیدین میں اور شاہی
 بین فقط راگ آواز کو سنا نہ دے مزا میر کے درست اور ہاتھوں کی عبادت ہو قرآن شریف اور
 حدیث کا لکھنا اور اساء الہی لکھنے اور کسی حاجتمند کا خط لکھ دینا اور کسی کا بغیر سودی تسک
 لکھ دینا کسی کو مال لکھ دینا اور پانوں کی عبادت یہ جو کہ طرف مسجد کے جانا اور واسطی زیارت بزرگوں کو
 جانا اور واسطی جہاد کے جانا اور ضعیفوں اور لنگروں کا کام کر دینا اور وعظ کی مجلس میں حاضر ہونا یا
 حضرت معلم نے فرمایا جو کہ جو کوئی علم سیکھنے جاتا ہو تو فرشتے اس کے پانوں کے تلے اپنے پر
 بچھاتے چلتے ہیں اور فرمایا جو کہ خوشی سناوے دن کو نو کو کہ اندھیری رات میں مسجد کی طرف اپنے
 پانوں سے آتے ہیں قیامت کے دن ان کے واسطی انعام پورا پورا ہو دے گا اور جو عبادت باطن سے متعلق
 کھتی ہو سو وہ فکر کرنا ہو اللہ کی قدرت میں اور قرآن شریف کو معنی میں اور آیات کی توجہات اور
 مطابقت اس کی میں اور شریعت کو حکم میں کہ اس حکم میں کیا فائدہ ہو جس بند کی وہ بات حاصل ہو
 جو اس کو عبادت میں ایسا مزہ آتا ہو کہ کسی چیز میں نہیں آتا ہو فکر کی فضیلت میں حضرت نبی صلعم نے
 فرمایا کہ ایک ساعت کا فکر کرنا ستر برس کی عبادت بہتر ہے کیونکہ اس میں حق تبارک تعالیٰ کی
 وحدانیت کھلتی ہو اور شریعت کی حقیقت معلوم ہوتی ہو اور یہی مغز عبادت کا ہو پس فکر عبادت
 عقل کی جو جسے فکر کی اس نے اپنی عقل کو عذاب الہی سے نجات دی اور نفس کی عبادت صبر کرنا
 تقیہ شرعی پر ہی چاہیے یا نہ چاہیے جیسے کہ گرجی میں وزہ اور جاسو میں وضو اور غسل کا کرنا اور
 اللہ کو واسطی اپنے کو مسجد و منین بند کرنا یعنی اعتکاف کرنا اور صبر کرنا اور مصیبت کو جیسے کہ اولاد کا مر جانا
 مال کا برباد ہو جانا اگر کوئی مصیبت بند ہو پر پڑ جاوے تو صبر کرے اور اگر بہت محبت بند کیو جو شہر
 تو رکیو لگد زبان کو اور ہاتھ کو بند رکھ یعنی منہ سے بے صبری کی باتیں نہ کرے کہ میری کمائی کٹ گئی
 اور منچیر ظلم ہو گیا اور سوا اسکے جو نوے میں ہو اگر تاہو اور ہاتھوں سے منہ نہ پیٹے اور گریبان کو چاک

فنا
عبادت

فنا
عبادت

فنا
عبادت

فنا
عبادت

فنا
عبادت

نہ کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہر حدیث کیسے دیکھتا من ضرب الحدود و شوق الجحیم
 و دعا بد عوی الجاہلیۃ یعنی نہیں بہاری میں وہ شخص کہ جو بیٹھے منہ کو اور چھٹو کر بیان
 اور پکارے پکارا جاہلیت کا یعنی نوحہ کرے اور ایک حدیث میں فرمایا ہو کہ قیامت کے دن نوحہ کرنے
 کو دوزخ میں گندھک کا کپڑا پہنا کر ڈالینگے اور نوحہ کرے پر اللہ اور فرشتے لعنت کرتے ہیں اور
 کہ کسی پر درست نہیں ہر شریعت میں خواہ نبی ہو خواہ نبی زاوہ حکم شریعت کا سب پر برابر ہے
 حدیث النائیۃ اذ اکتب قبل موتھا اتقام یوم القیامۃ و علیہا السلام قال
 قطر ان و در مع من جبیب یعنی نوحہ کر جس وقت تو تہہ کرے پہلے موت اپنی سے تو اٹھائی جا
 قیامت کے دن اور اوپر ہوگی ازار گندھک کی اور چادر چیر کی پھر اگر ٹیٹا بیٹھ کر گئے ہوں یا باپ
 مگر کہ ہوں تو اگر عورت تین تک سوگ کرے یعنی مسی کا حل کرے اور سر مرہ اور صندی نہ لگاوے
 پان نکھادو اور چوڑیاں اور کپڑا لگا ہوا نہ پہنے اور عطر نہ لگاوے یہ چیزیں تین دن تک کرے تو وہ
 ہو اور اگر یہ چیزیں کرے تو بھی درست ہو اور سوگ کو جس میں یہ حدیث ہے کہ روایت ہے بنیہ کے
 قالت دخلت علی أم حبیبۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیث توفی ابوہا
 ابو سفیان بن حرب قد عت بطیب فیہ مصرفۃ فذہبت باہ جارية شترت
 بجارضا ثم قالت واللہ ما لی بالطیب من حاجة غیر انی سمعت رسول اللہ
 صلعم یقول لا یجمل لامراة تؤمن باللہ والیوم الا ان یخذ علی اصیت فی
 ثلثۃ ايام الا علی زوج اگر بچہ آٹھ مہر و عشر یعنی کم از تین کے کو داخل ہوئی میں
 ام حبیبہ کے گھر میں جس وقت مر گیا تھا باپ اسکا ابو سفیان بن حرب پس نکایا ام حبیبہ نے اوٹ
 کہ زری او میں ملی ہوئی تھی پس انکی لڑھی اوسکو بچہ ملا اوسنے رضامند ہو کر بچہ لیا کہ قسم ہے
 کی نہیں تھی مجھکو اوٹنے کی کچھ حاجت مگر سنا ہر مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے
 نہیں حلال ہو واسطہ عورت کو کہ جو ایمان لائی ہو اللہ پر اور روز آخرت پر یہ کہ سوگ کرے
 میت پر زیادہ تین دن سے مگر غاوند مر جاوے تو ان چیزوں کو دس دن چار حصے نہ کرے

پان سوگ کا اور صاوسل ۱۱

اس سے زیادہ سوگ کرنا حرام ہے تین دن بعد کسی قریب کے مرنے میں یا دس دن چار مہینے کے بعد
 خاوند کے مرنے میں محلے کی عورتیں جمع ہو کر سوگ موقوف کر دیں اور یہ جو لوگوں نے سوگ
 میں داخل کیا ہو کہ چار پائی پر نہیں سوتے ہیں اور چالیس دن سوگ کرتے ہیں اور ٹاٹ بچھا کر تین
 اور عید اوس سال میں آجاتی ہے تو عید نہیں کرتے ہیں سال بھر تک سوئیاں نہیں بٹتے ہیں اور
 چالیس دن تک دنا آدھے یا نہ آدھے صبح کو اٹھ کر اکٹھے ہو کر روتے ہیں اور اسکے کپڑے و نجس جانکر دیکھتا
 ہیں اور چہلم کے روز روح نکلاتے ہیں اور قبر پر روشنی کرتے ہیں اور چادر ڈالتے ہیں اور قبروں پر
 ملکہ عورتیں جاتی ہیں یہ سب تین بدعت ہیں مسلمانوں کو چاہیے کہ ان سب باتوں کو پاس نہ کرے کیونکہ
 حضرت صلعم نے فرمایا ہو کہ بدعت الہی کی نماز اور حج اور عدل اور صدقہ اور نفل اللہ جل شانہ قبول نہیں
 کرتا ہر سو جو شخص اوپر والی باتوں کو جو پہلے بیان ہوئیں بجالایا تو کچھ بلی باتوں سے پرہیز کیا تو نفس کی عبادت
 سے فرغت پائی اور اوسکو عذاب الہی سے نجات ہوئی اور عبادت قلب کی یہ ہو کہ اللہ کے دوستوں
 دوستی کرے اور دشمنوں سے دشمنی کرے اور اوسکی رحمت کا اسید وار رہے اور اوسکے عذاب سے ڈرتا
 رہے جس نے یہ کیا اپنے دل کو عذاب سے بچایا اور عبادت روح کی یہ ہو کہ کوشش کرے انوار الہی کے مشاہد
 کو واسطہ جس نے یہ کیا اپنی روح کو اللہ کے غضب سے بچایا اور عبادت سر کی یہ ہے کہ اوسکی عبادت میں
 اپنے سر کو جھکا دے اور مراقب ہو کر بیٹھا کرے جس نے یہ کیا تو سر کی عبادت بجالایا اور وہ عبادت
 جو مال سے تعلق رکھتی ہو یہ ہو کہ زکوٰۃ دیوے اور صدقہ فطر لگائے اور قربانی کرے اور فقر و علما
 حفاظ کی اور اپنے اقربا کی خدمت کرے اور بعض لوگ اپنی قوم اور برادری کی خاطر سے
 اللہ کی عبادت کو اور اوسکے حکموں کو بر باد کرتے ہیں اور اولیاء کی ایسی تعظیم کرتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ
 کو چاہیے مثلاً تدرین اور قربانیاں ان کے ناموں کی دیتے ہیں بلکہ بعض لوگ اولیاء کی قبوے کے ساتھ
 اور اوسکے معابد اور مسکن کو ساتھ وہ افعال کرتے ہیں کہ جو مساجد میں اور کعبہ شریف میں چاہیے
 کوئی معابد اور مسکن کی جگہ سر کو رکھتا ہے اور کوئی گروہ اوہ کی قبروں کے پیر تاجروں کوئی ہاتھ
 باندھے نماز کی طرح رو بہ قبروں کے کھڑا ہوتا ہے اور کوئی اون کے مسکن میں اون کی

فانی
 بیان سوگ حرام

عبادت دل

عبادت روح

عبادت سر

عبادت

صورت کا تصور کر کے چھتایو اور خیال نہیں کرتے کہ پانچ وقت نماز میں کھڑے ہو کر اللہ کو سنا
کتے ہیں ایک نغمہ یعنی ہم تجھی کو عبادت کرتے ہیں سو قیامت کے دن ایسے لوگ بڑی شرمندہ ہو جائیں گے
کیونکہ حکم ہو گیا کہ یہ بندہ بڑا دلیر ہو کر پانچ وقت دربار میں آنے لگے اپنی زبان کہتا تھا کہ میں تجھی
کو عبادت کرتا ہوں اور دل میں یہ خیانت بھری ہوئی ہو سو ہو گا یہ پچا بیٹے کہ خدا کی جگہ رسول کو
جائیں اور رسول کی جگہ کسی ولی کو جائیں حفظ مراتب بہت ضرور ہے اسمین ایمان قائم رہتا ہے جیسا
کہ کہا ہے ع کہ حفظ مراتب یعنی زندگی اور بعضے لوگ عبادت رسمہ کرتے ہیں عبادت سمیہ
کے ہیں کہ مثلاً ایک شخص ہے کہ نماز و روزہ اور انہیں کرتا ہے اور حرام کھانے پینے کو کچھ پر سیر نہیں
مگر پانچ نہیں دیکھتا اور شراب نہیں پیتا اور جو انہیں کھیلتا ہے کچھ کوئی اس پر چھو کہ تو یہ کام کوئی
نہیں کرتا ہے تو وہ یوں جواب دیوے کہ میرے خاندان میں یہ بات نہیں ہوئی ہے اور اشراف
لوگ اس کام کو نہیں کرتے ہیں سو اس کا یہ ناج نہ دیکھنا اور شراب نہ پینا اور جو نہ کھیلنا اگرچہ کام
بہتر ہو لیکن جو نسبت میں فرمان برداری حکم خدا کا خیال نہیں اگر یہ خیال ہو تا تو نماز و روزہ بھی
ادا کرتا اور حرام کھانے پینے سے بھی پر سیر رکھتا بلکہ لحاظ اپنے خاندان کا اور اپنی شرافت کا ہوتا اور
کچھ ثواب نہو گا کیونکہ اگر خاندان میں اس کے یہ کام ہوتا تو وہ مقرب ہی کرتا پس گویا وہ پوجنے والا اپنے
خاندان کا ہو اللہ کا نہیں ہے اور آدمی کو چاہیے کہ اپنے پروردگار کو برابر کسی اور کو بخانی اور برابر بخانی کے
یہ معنی ہیں کہ اوسکی ہی تعظیم کسی اور کی نہ کرے اور اوسکی عبادت میں کسی اور کا سا جھانکے جو حکم ہے کہ
قَوْلًا جَعَلُوا لِلَّهِ اَدَاؤًا اَوْ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اے یعنی نہ سقر کر دو اسطرح اللہ کے ہمسر اور تم جانتے ہو
کہ برابر اوسکو کوئی نہیں ہو سکتا ہے یعنی اللہ کے کاموں میں اور اوسکی عبادت میں اور اوسکی صفات میں
کسی اور کا سا جھانکے واسمیں اللہ کی برابری ہو جاتی ہے جیسا کہ بعضے لوگ غیر و نسب اولاد مانگتے ہیں
اور انکی نذرین اور منتیں قبولتے ہیں اور جب اولاد ہوتی ہے تو انکو نام سوا انکو نام بنا کر رکھتے ہیں
جیسے کہ بندہ علی بندہ حسین عبد البنی بدراخش سالار بخش اور سوال کے جو نام ایسے ہیں انکو نہ کھنا
چاہیے اور اراوات میں شرک یہ ہوتا ہے کہ کہتے ہیں اللہ اور رسول چاہیگا تو یوں ہو گیا اللہ اور رسول

چاہیگا تو یوں ہو دیکھا چنانچہ نسانی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے ابن عباس سے کہ ایک روز
 ایک شخص نے حضرت علیہ السلام کو کہا کہ مَا شَاءَ اللَّهُ وَمَا شَاءَ اللَّهُ یعنی جو اللہ چاہیگا اور تم چاہو
 تو یہ کام ہو جاوے دیکھا حضرت نے فرمایا کہ جَعَلْتَنِي لِلَّهِ یعنی مقرر کرتا ہوں تو مجھ کو واسطہ اللہ کے
 برابر اور ابن ماجہ اور امام احمد اور نسائی اور ابو داؤد نے مذلیفہ بن میان سے روایت کی ہے
 کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ لَا تَقْضُوا مَا شَاءَ اللَّهُ وَمَا شَاءَ فَلَا تَقْضُوا مَا شَاءَ اللَّهُ
 ثُمَّ مَا شَاءَ فَلَا تَقْضُوا یعنی نہ کہو جو چاہے اللہ اور چاہو فلا بلکہ کہو جو چاہو اللہ اور پھر چاہو فلا نامع
 حاصل کلام کا یہ ہے کہ کوئی یوں نہ کہو کہ اللہ اور تم چاہو گے تو ہو جاوے گا بلکہ یوں کہو کہ اللہ چاہیگا اور
 اس کے بعد تم بھی چاہو گے تو ہو جاوے گا اور ایک فرقہ پیر پستوں کا ہوتا ہے سو وہ لوگ اللہ کو علم کو برا
 پیر کے علم کو سمجھتے ہیں اور اپنا حاجت روا جاتا کہ ایسی تعظیم کرتے ہیں جو تعظیم خدا کی چاہیے جیسے حج
 کرنا اور اذکار و اسطرطیات نہایت خلاف شرع زبان پر لاتے ہیں یہ امور درست نہیں اور بعض لوگ
 ہندو کی نام کا ذکر کرتے ہیں مانند نام خدا کے اور صبح کو و خطیفہ کی طرح سے پڑھتے ہیں اور بعض لوگ
 سوا پر کار و زہ رکھتے ہیں کوئی حضرت بی بی کے نام کا روزہ رکھتا ہے اور کوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ
 کو نام کا کتاب ہے اور کوئی حضرت خضر علیہ السلام کے نام کا کتاب ہے سو یہ درست نہیں اور چاہنا چاہیے
 کہ جیسے عبادت سوا حق تعالیٰ کے کفر ہے ویسی ہی متابعت بالاستقلال سوا اس کے کفر ہے
 اور شرک ہے اور متابعت بالاستقلال اس کو کہتے ہیں کہ اس شخص کے حکم اور تقلید کو واجب جانے
 اگرچہ اللہ کا حکم اس کے خلاف ہو اور اس متابعت کو اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے اَتَتَّبِعُونَ مَا يَحْكُمُ
 هَؤُلَاءِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اُولَٰئِكَ يَلْعَنُ اللَّهُ اُولَٰئِكَ لَا خَلَائِفَ لَهُمْ
 سُوْرَةُ نُوْرٍ مَوْلُوْهُ لَوْ كُوْنُوْا اٰسَافًا وَنٰثِرًا اَوْ اٰسَافًا وَنٰثِرًا اَوْ اٰسَافًا وَنٰثِرًا اَوْ اٰسَافًا وَنٰثِرًا
 سُوْرَةُ جَعْلٍ مَوْلُوْهُ لَوْ كُوْنُوْا اٰسَافًا وَنٰثِرًا اَوْ اٰسَافًا وَنٰثِرًا اَوْ اٰسَافًا وَنٰثِرًا اَوْ اٰسَافًا وَنٰثِرًا
 نَائِبٌ اور چوتھے جو روخواند کی متابعت فرض ہے اور پانچویں اولاد کو والدین کی
 اطاعت فرض ہے اور چھٹے غلام کو مولیٰ کی اطاعت فرض ہے لیکن مطلق متابعت انکی بھی

چاہیے علی بن ابی طالب
 یا علی بن ابی طالب

یا علی بن ابی طالب
 یا علی بن ابی طالب

فرض نہیں ہو کہ جو کہ حضرت صلعم نے آپ اپنے حق میں فرمایا ہو کہ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُورِ دُنْيَاکُمْ اِذَا
 اَمْرًا تَكْمُرُ بِاَمْرِ مِثْرٍ اَمْرًا دُنْيَاکُمْ فَخُذُوا بِہِ یعنی تم خوب جانتے ہو امور اپنے دنیا کے مگر
 جس وقت حکم کرو زمین تکو ساتھ امور دینی کے پس پکڑ لو اسکو یعنی دنیا کو کام تم خوب جانتے ہو اس واسطے
 کہ تم کرتے رہتے ہو سو اگر دنیا کے تقدیر کوئی حکم تکو دین میں تو اسکو غور کرو اگر مناسب ہو تو بجا لاؤ
 اور زمین کو کچھ ضرور زمین مگر جب میں کی بات کوئی میں ثنائوں تو اسکو اوستی قوت پکڑ لو اور حدیث میں
 آیا ہو کہ بریرہ ایک لونڈی تھی کہ اسے بسبب آزاد ہونیکے اپنے خاوند کو چھوڑ دیا تھا سو حضرت صلعم نے
 اسکو فرمایا کہ اپنے خاوند سے تو بچ کر نکاح کر لے اسنے کہا آیا آپ رسالت کی راہ سے حکم دیتے ہیں
 یا سفارش کی راہ سے حضرت صلعم نے فرمایا کہ سفارش کی راہ سے کتا ہوں اسنے کہا کہ میں
 نہیں اسکو اختیار کرتی سو حضرت صلعم کی متابعت کا حال تو معلوم ہو یعنی امور دنیا میں ہونے
 مصلحت کیا چاہیے جو خلاف شرع ہو وہ آب باقی رہی پانچ گروہ مذکور سو انکے حق میں حضرت
 صلعم نے فرمایا ہو کہ اَلْحَالُ فِیْ مَقْصِدِہِ اِشْخَالِہِ یعنی متابعت مخلوق کی درست
 نہیں بچ گناہ خالق کے یعنی جہنم گناہ خالق کا ہو اس میں متابعت مخلوق کی نکر و عرض
 حاصل کا ام کا یہ ہو کہ ایک نعبہ کتنا اس وقت کام آوے گا کہ مطلق کفر اور شرک سے پرہیز کرے اور
 بندہ جس وقت پھر دل سے ایک نعبہ کتنا ہر نوع تبارک تعالیٰ اسکو جواب میں فرماتا ہو کہ سچ کہتا ہو
 بندہ میرا بھی کو عبادت کرتا ہو اور جب بان سو ایک نعبہ کتنا ہو اور دل میں شرک بھرا ہو تو اسکو
 جواب میں فرماتا ہو کہ جھوٹ کہتا ہو مجھ کو عبادت نہیں کرتا ہو بلکہ غیر و نکی عبادت کرتا ہو واللہ اعلم

وَ اَيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

یعنی تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم

عبادت کو بعد اس لفظ کو اس واسطے بیان کیا ہو کہ عبادت کرتے کرتے تکبر پیدا ہو و عبادت کر نہیں
 اوسی کی مدد جانکر گویا یوں عرض کرتا ہو کہ تیری عبادت بغیر تیری مدد کر نہیں ہوتی ہو اور دوسری
 وجہ اس لفظ کو لانیکی یہ ہو کہ جہاں میں تین گروہ ہیں ایک جبر پر دوسرے قدر پر تیسرے اہل سنت سو گویا

حکم عالمی ہو
 امور دنیا میں

ایک نعبہ کتنا
 شرع میں

ایک نعبہ کتنا
 اور

جبر لو لکایہ ہو کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کچھ اختیار نہیں رکھتے اور مانند سنگ اور چوب کو بین اور فی اختیار
حرکت سے ہوتی ہے ہم اپنے اختیار سے کچھ نہیں کر سکتے ہیں اور قدر یہ کہتے ہیں کہ ہم اختیار تمام
رکھتے ہیں اور حرکات افعال ہمارے ہو ہوتے ہیں سو وہ ہماری ایجاد سے ہوتے ہیں سو یہ دونوں
مردود ہیں اس واسطے کہ جبر کے قول سے ابطال شریعت کا لازم آتا ہے کیونکہ تکلیف شریعت کی
بذ اختیار پر نہیں ہوتی ہے اختیار واسطے یہ ہوتی ہے جانور و غیر اسی واسطے تکلیف نہیں ہے
کہ فی اختیار ہیں اور قدر یہ کہ قول سے خالفیت الہی میں شرکت لازم آتی ہے کہتے ہیں کہ جو
افعال ہم سے صادر ہوتے ہیں سو وہ ہماری ایجاد سے ہوتے ہیں نیک فعل ہو یا بد فعل ہر سب
موجود ہم ہیں اسی واسطے حضرت صلعم نے فرمایا ہر اگر یہ لوگ بیمار ہو بین تو ان کی عبادت نہ کر اگر جانور
تو ان کے جنازہ پر نہ حاضر ہو اور نہ ان کی نماز پڑھو اور نہ ان سے سلام کرو لیکن جانا چاہا کہ کیا
اور لوگ ہیں سو وہ بھی سہلین داخل ہیں اور ہمارے چ میں بہت رہتے ہیں سو ان کا مذہب یہ ہو کہ
جو افعال نیک ہیں ان کا موجود حق تعالیٰ ہے اور جو بد ہیں ان کے موجود ہم ہیں سو ان کا حکم اور قدر یہ
حکم ہر اہل برائی یعنی نہ ابتدا و سلام ان سے کیا جاتا ہے نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھا جاتا ہے اور عبادت
کیا جاتی ہے سو یہ دو غلطیوں کا عقیدہ رد کر نیکی واسطے فرمائے ہیں ایک نیک سے جبر لو لکایہ
رد ہوتا ہے کیونکہ جب مانند سنگ اور چوب کے بے اختیار ہو تو عبادت کیونکر ہو سکے اور ایک استعین
سو عقیدہ قدر لو لکایہ ہوتا ہے کیونکہ جب بالکل افعالوں کو موجود ہم ہو تو مدد طلب کرنا کیا ضرور ہے
اور اہل سنت کہتے ہیں کہ عبادت ہم اپنے اختیار سے کر سکتے ہیں لیکن تو فیق تجھی سے مانگو
ہیں اس واسطے کہ تو فیق تیرے عبادت نہیں ہو سکتی ہے اور جانا چاہیے کہ مدد طلب کرنی
غیر سے اس طرح کہ اعتماد بالکل اوپر کرنا اور منظر خون الہی کا اس کو نہ سمجھنا بلکہ اپنا نفع اور مضر
اس کو جان لینا اور اس کو قادر مختار بالاستقلال سمجھنا اس طرح کی استعانت حرام ہے اور فاعل اس
مشرب ہے اور اگر غیر کو منظر خود اور قدرت الہی کا سمجھے اور بطریق مشروع اس مدد طلب کرے تو
جائز ہے غرض اس کی ایک مثال ہو کہ اس کے سمجھنے سے استعانت کے معنی خوب سمجھ میں جاویں مثلاً تاجدار

میں سے جو پانی آتا ہو تو چھت پر ہوتا ہو جب تک آتا ہو اور جس کو چھت پر پانی نہ لگا اسی روز
 نابدان ہیں سو کہنا بند ہو جاوے گا لکڑی کا حق لوگ جانتے ہیں کہ نابدان ہی ہیں پانی ٹھکڑے میں گرے گا اور
 پوشیا لوگ بوجھتے ہیں کہ نابدان تو اس کے آنے کا سہا پہل ہیں آتا ہو چھت پر پس اس طور
 کافروں مشرک اور موحدین کے جو کسیکے ہاتھ سے مسلمانوں کو فائدہ ہوتا ہو تو وہ اس شخص کو یوں
 جانتا ہو کہ یہ گویا نابدان ہے خزانہ الہی کا سونا و نذر میرا اپنے خزانہ سے اس نابدان کی راہ پانی میرے
 اوپر گرتا ہو اور مشرک جانتا ہو کہ یہ نابدان اپنے پاس سے مجھ کو دیتا ہے یہ مجھ کو طرح طرح کی
 اس نابدان کی خدمت میں کرتا ہو اور بکھڑا ہو کہ اس نابدان سے ملتا ہوں کہ اس نابدان مجھ کو پانی دے
 مسلمانوں کو چاہیے کہ تمام مخلوقات کو نابدان الہی یقین کرے اور جانے کہ میرے خاوند کے
 دیو کی یہ راہیں ہیں جس نابدان کی راہ چاہے پھر اپنا فیض گرے اور اس طرح سے استعانت کرنی جائز
 لیکن جو استعانت درست نہیں ہو وہ یہ ہو کہ ہر حال اور ہر وقت کسی بند کو پکارنا اور یقین کرنا
 کہ وہ سنتا ہو اور بڑھتے اٹھتے اوسکا نام لینا اور کھانیکے وقت اوسکا نام کو یاد کرنا بدلتا ہے اسم اللہ
 کو حضرت امام جعفر صادق کنا اور نصیبت کو وقت اوسکی دہائی دینی اور اوسکا نام لیکر تلوار مارنی اور
 اوسکے نام کی چٹری بنانی اور لٹوکوں کے سر پر چوٹی اوسکے نام کی رکھنی اور پانوں میں پیر
 ڈالنی اور اوسکو فقیر بنا کر بھیک منگوانا اور اوسکے گلے میں طوق ڈالنا اور زنجیر پہنانا اور بیٹوں
 کی سواری سمجھ کر گدھے کو اپنے دامن میں ڈالنا اور اولاد کے جینے کے واسطے تقریب بنانا
 اور سدا رکھنا اور چوتروہ طیار کرنا یہ سب استعانت حرام ہے اور بعض لوگ جو راہ میں چلے
 پکار کھتے ہیں اور چار چٹے کتے کو ڈھونڈ کر کھلاتے ہیں اور بعض شہید کا طاق بانگ شہید
 چڑھاتے ہیں یہ سب نذر شیطان کی ہے عرض و ایک مستعین کو اس واسطے صاف ہو کر
 کہے کہ اودھر سے خطاب ہو کہ سچا ہو ہندہ میرا نقل ہے شیخ سفیان ثوری کی کہ میں
 ایک روز نماز مغرب کی امامت کرتا تھا جب میں ایک مستعین کہاؤں کہ قیامت کو دن ایسا
 کہ یوں کہیں مجھ کو اسے جھوٹے و ایک مستعین کہتا جاتا تھا اور پادشاہوں سے روزی طلب

استعانت
 کا

کرتا جاتا تھا سو یہ مجھ کو یاد آیا تو ڈرامین کہ کیا جواب دے گا پس سلمان کو چاہیے کہ شرم کر کے کہے
 وقت کھڑا ہو کر کہتا ہے وایک مستعین اور پھر روزی طلب کرتا ہے اور رشتہ اور عالم القیام
 میں لکھا ہے کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام بیمار سی سخت ہیں گرفتار ہوئے اور مدت بہت ہو گئی تو شیطان
 نے دیکھا کہ شیخیں میرے فریب میں نہیں آتا ہوں تو ایک وزیر اپنی قوم کو جمع کیا اور کہا کہ ایوبؑ نے مجھ کو
 شکا دیا اور میرے کسی فریب میں نہیں آتا ہوں اور حضورؐ کہا کہ تو اوم کو پاس جس سے سنے ہو گیا تھا اوسے
 سناؤ اسکے پاس بھی جا پھر البیس صورت حکیم کی بنا کر ایک صند وچھ دو اکالیکر صہ اسے حضرت ایوبؑ
 کی بی بی لے کر تہی تھیں اوس پر بٹھایا اوس بی بی نے حکیم جانکر پوچھا کہ اے شیخ میرا خاوند بیمار
 ہو اوسکی بھی دو تیرے پاس ہوا سنا کہ ایک واہست مجرب لیکن اوس میں شرط یہ ہے کہ وہ بیمار
 دوا لکھ کر یون کہے کہ مجھ کو تو نے شفا دی ہو تو وہ دوا جلد اثر کرے گی اور اوس کو شفا ہو جاوے گی
 اوس بی بی نے جا کر یہ قصہ حضرت ایوبؑ کہا اور حضورؐ نے سکھ فرمایا کہ وہ البیس ہے اور چاہتا ہے
 کہ کسی طرح ایوبؑ غیر سے مدد چاہے اور جناب خشتعالیٰ سے لگا لاجاؤ تو اوسکی پاس کیون کھڑی
 ہوئی تھی قسم خدا کی اچھا ہو کر سو لکھ دین مجھ کو مار و لگا اور بی بی کو اپنے پاس آنے دیا اور بولنا ہو
 کیا سو سلمان کو چاہیے کہ سوائے اللہ جل شانہ کو کسی سے مدد نہ چاہے اور زمین اور آسمان میں
 لوگ ہیں سب کو اوس کا محتاج جانی اور چاہتا ہے کہ برکت میں جو بار بار اس صورت کا چھنا
 مقرر ہوا ہوا سو اسکی وجہ یہ ہے کہ جب نزد نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تھا تو ماتھے
 پاؤں خوب جگڑے تھے کہ حضرت برگزہل نہ سکتے تھے اوس وقت حضرت جبرئیلؑ شریف لائے
 اور کہا کہ اے ابراہیم اگر کو تو میں تمھاری مدد کروں حضرتؑ کہا کہ تمھاری مدد میں نہیں چاہتا ہوں
 سوائے عقیدے کو حق تعالیٰ نے بہت پسند کیا اور مدد فرمائی پھر اس بہت کو حکم دیا کہ ہر گز
 میں ایک غیب وایک مستعین نہ کہہ دو کیونکہ جب حضرت ابراہیمؑ کے ہاتھ بندھو تھے تو وہ بھی کہتے
 تھے کہ تجھی سے مدد چاہتا ہوں میں سونمازمین تمھاری ہاتھ اور پاؤں بندھے ہو تو میں سو تم بھی
 یہی کہا کر کہ تجھی کو عبادت کرتا ہوں ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم جیسے ہمارا اوسکی مدد کی تھی ہاتھ

پاؤن بندھے پر ویسی ہی ہم تمھاری بھی مدد کرینگے گویا یوں کہو کہ خداوند اہل بیت میرے اس وقت
کام نہیں کر سکتے پاؤن میری جمل نہیں سکتے آنکھ میری دیکھ نہیں سکتی سوا ایسے وقت میں نہیں
مدد مانگتا ہوں غرض حضرت ابوبکرؓ کہ جسے کو تفسیر وں ہیں دیکھ لیوں اور جان لیوں کہ ایک نستغیث
یہ معنی ہیں اور جاننا چاہیے کہ ہر لوگ سوا اللہ جل شانہ کو اور وں نہ مدد مانگتے ہیں ہر سب قیامت
کو انکر دشمن ہو جاویں گے چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا ہر یوم خمسہ صحر و ما یعبث وں من وں
اللہ فیقول مآلکم اصلکم عبادی ہوں لاء امہ صلو السبیل قالو سبحانک
ما کان یفتی لنا ان نتخذ من وں ذی ہک من اولیاء و لکن متعتہم و اباء ہم حتیٰ نزل الذ
و کلوا قس ما یؤراہ فقد کذبکم بما تقولون فحاشا لتطیعون صحر و لا تضراہ و من
یظلم منکم ذنبا عن ابائکم یراہ یعنی اوس وں جمع کر لیا اللہ انکو کہ جنکو پوجتے تھے سوا
اللہ کو پھر فرما دیا انکو سجدہ وں کو کیا تھے گمراہ کیا میرے بند وں کو یا وہ خود بھول گمراہ کو لوہیں
پاک ہو تو نہیں الیت ہر ہما کہ پٹھن پیچھے تیر کوئی حمایتی اور لیکن مراد پوری تو تو انکی اور انکی
باپ دادا کی سیانتک کہ بھول گئے نصیحت کو اور ہو گئے یہ لوگ ہلاک پھر فرما دیا کہ سجدہ وں صحر و
ہیں جو تم کہتے تھے وہیں نہیں طاقت رکھ سکتے تم عذاب کو پھیر نہ کی اور مدد نہ کی اور جسو شرک کیا
تم میں ہر چکا ونگہ ہر اوسکو عذاب بڑا یعنی جب اللہ پوچھ گیا بعض رسولوں نے اور اولیاء نے
کہ تھے میرے بند وں کو کما تھا کہ تم ہم سے مانگا کرو یا وہ اپنی حماقت سے آپ مانگتے تھے وہ عرض کرے
کہ تو نادانی اور حماقت سے پاک ہو جسے پوچھنے اچھو کو کیا حاجت ہے اور ہمارا کیا مقدر ہے
کہ ہم سکھا دیں کسی کو کہ تم اللہ کو چھوڑے جسے مانگا کر دیکھو نہ ہم خود محتاج ہیں تیری حمایت کے لیکن
اونکو مانگنے کی ہمسے یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ لوگ مرادین مانگتے تھے ہم سے اور تو اپنی حماقت
سوا انکی مرادین پوری کرتا تھا یہ اپنی حماقت سے جانتے تھے کہ اوسخون نے ہماری مرادین پوری
کی ہیں یہ جانکر ہماری طرف وں تو اور نذر نیاز ہماری کرتے تھے یہاں تک ہوا کہ تیری نصیحت
کو بھول گمراہ اور ہلاکت میں اپنی جان کو ڈال دیا پھر اللہ تعالیٰ فرما دیا کہ تم مرادین کو قاضی الحاجت

ہم تر تھے سو وہ جھٹلاتے ہیں تمکو اور کہتے ہیں کہ ہم خود محتاج ہیں حمایت کو سو انکے اب اسید و
 نر ہو اور خود بھی طاقت نہیں رکھتے ہو کہ عذاب کو اپنے سے دفع کر دیا اپنی آپ مدد کرو اور ہمارے
 دربار میں قاعدہ ہو کہ جسے تم میں سے شرک کیا چکا وہ نیکی ہم اسکو بڑا عذاب اور اہل تفسیر و لکھا
 ہو کہ یہ آیت مقبولہ کو حق میں جو جیسے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیز وغیرہ ہیں غرض آدمی کو
 چاہیے کہ حضرت حق کے ساتھ کسیکو شریک نہ کرے خواہ وہ شخص مقبول و خیر ہو یا مردود و بد ہو کیونکہ
 حقیقتی کی ذات پاک و نوسو بری ہو کر اوشو و عاکروانی اس سطر کہ انکی دعا اکثر مقبول ہوتی
 ہو لیکن یوں سچا کہ کوئی دعا انکی رو نہیں ہوتی ہر بلکہ یوں اگر اللہ چاہے تو قبول کرے چاہے مرد ہو کیونکہ
 اللہ جل شانہ کسی سبب کو کام نہیں کرتا ہر اور اپنے ارادے کو سب ارادے پر غالب رکھتا ہے اور جانا چاہے
 کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جہل اور ابی لبابہ بنو حنیفہ کو حق میں بہترین عاکر
 قبول نہوئی اور بزرگ لوگوں کو ہر وقت عالم الغیب بنانا چاہیے لیکن اتنا عقیدہ رکھو کہ حقیقتی
 جب چاہتا ہے اور انکو کوئی بات معلوم کر دیتا ہے اور یہی معنی ہیں خرق عادت ہے اور اگر ہر وقت
 اونسے کرامت ہو کہ تی تو وہ عادت ہو جاتی خرق عادت نام نہ رہتا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ
 حضرت یوسفؑ کھان کو پاس کوئین میں رہا اور حضرت یعقوبؑ کو نہ معلوم ہوا کہ جب اللہ شانہ فر
 چاہا تو مصر سے ہوا کہ ساتھ خبر پہنچائی اور پانچ چیزوں کی خبر کیونکہ نہیں ہے یہاں تک کہ اگر کوئی کہہ
 محمد رسول اللہ پانچوں کو جانتے تھے لہذا جان لیجئے کہ یہ افتر کرنا ہر اور پر وہ پانچوں یہ ہیں کہ ایک
 قیامت کا آنا کہ کب آویگی وہ سر مینہ کا برسنا اور کسیے شکم کا حال دریافت کرنا کہ لڑکی ہو یا
 لڑکا گوراہی یا کالا ہر پست قدم یا بلند قدمی سمید سے یا شقی ہو اور چوتھے آگ کا حال معلوم کرنا کہ کل
 جھمکے یا خف ہو لگا اور پانچویں یہ معلوم کرنا کہ میں کس میں مرؤنگا اور جانا چاہے
 کہ فقہانی لکھا ہے کہ حق فلان کر دے عاکر کی چاہیے کیونکہ حق تعالیٰ پر کسی کا حق واجب نہیں ہے
 مگر حق ہو اگر یہ اور رکھے کہ وہ حق کہ تو نے وعدہ کیا ہو اپنی رحمت سے اس بند کو اس حق کے دینے کا
 تو ضائقہ نہیں کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ خدا کا حق بند پر وہ اسکی عبادت کا کرنا ہر اور بندے کا حق

یہاں تک کہ اگر کوئی کہہ

یہاں تک کہ اگر کوئی کہہ

تفسیر اردو سورہ فاتحہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ لوگ بڑے بڑا دہن کہ نبی کو اور ولی کو اور بہت

اوپر خدا کے بخش دینا ہر سو اس جگہ حق وعدہ مراوے کہ حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے وعدہ کیا
بشخص کا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ لوگ بڑے بڑا دہن کہ نبی کو اور ولی کو اور بہت
شرک میں برابر ذکر کرتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے ہیں کہ متقدمین نے بھی اسی طرح کہا ہے جنکو ہم
اور انکو کہنے پر چلتے ہیں کہ اونھوں نے محمد رسول اللہ ﷺ رات اور عری کو شرک کو باب میں کیا
جگہ بیان کیا جیسے کہ فقہ میں ذبیحہ کے باب میں لکھا ہے کہ جو کوئی بسم اللہ واللہ والاعزى لکھ کر
فوج کرے یا بسم اللہ محمد رسول اللہ لکھ کرے تو دونوں شکلوں میں حرام ہو جاتا ہے سوا ب غور کر کے
دیکھیے کہ یہ بڑا دہن کیا کھانک پہنچتی ہو معاذ اللہ منہا اور بعض لوگ اپنے کھیتوں میں اور باغوں
اللہ بند و کنو نام کا غلہ مقرر کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اونھوں نے مدد کر کر بہت وی ہوا اور نہیں
جانتے ہیں کہ پیدا کر نہیں اختیار کیا نہیں ہر سو اللہ کو اس واسطے اللہ فرمایا ہر سورہ الفام میں
کہ وَاَنْتَ احْقُّ اَنْ تَكُونَ مَقْرُورًا وَلَا تَشْرُقُوا اِنَّكَ لَا تُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ہ یعنی جس کو کاظم
کھیتوں کو اپنے اوس وزحق نکالو تم اللہ کا اور بیجا خرچ نہ کرو یعنی اور کسی کی نیاز اور نذر نہ نکالو اور اللہ
دوست نہیں کھتا بیجا خرچ کر نیو الو کو یعنی پیدا کرے اللہ اور نیاز کرو تم اور ولی اس کو لوگو اللہ دوست
نہیں کھتا ہر بلکہ دشمن رکھتا ہو اور بعض لوگ بند و کنو نام کا جانور مقرر کرتے ہیں کوئی میرا کنو نام
کر تا ہو اور کوئی سید احمد کبیر کے نام کا کر تا ہو اور کوئی بیٹے کا خرچ مقرر کر تا ہو اور کوئی بزرگوں کے
نام پر ساڈ بنا کر چھوڑتا ہو اور اللہ صاحب نے اس آیت میں اسکا اشارہ بھی فرمایا ہے وَمِنْ
اَمْثَلِمْ مَقْرُورًا وَلَا تَشْرُقُوا اِنَّكَ لَا تُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ہ اور نہ چلو تم قدموں پر شیطان
اِنَّكَ لَكُ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ہ یعنی پیدا کیا ہو اللہ نے جانور و زمین سے بوجھ اوٹھانیا و لوگو اور
فوج کو واسطہ نیچی گروں کر نیو الو کو کھاؤ تم جو دیا ہو تمکو اللہ نے اور نہ چلو تم قدموں پر شیطان
کے مقرر وہ تمھارا دشمن ہے ظاہر یعنی بعض جانور و نکو اللہ نے بوجھ اوٹھانیکے واسطے پیدا کیا ہو
سو یہ کیا کر و کہ کسیکے نام کا چھوڑ رکھو اور بوجھ لا دینکو منع کرو اور بعض نکو کھانیکے واسطے
مقرر کیا ہو اور کسیکی نیاز نکالنے کے واسطے مقرر نہیں کیا ہو یہ نیاز کا نکالنا بند و کنو اور شیطان کو قدموں پر

تفسیر اردو معراج

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

یعنی دکھا ہمکو راہ سیدھی

اور راہ سیدھی سے مراد اس جگہ قرآن شریف اور حدیث ہر کہ جو خالی ہر بدعت سے اور عیبان سے لیکن ہر کوئی اپنی راہ کو سیدھی جانتا ہر اس واسطے کہ فرمایا ہر کہ مطلق راہ نہ طلب کرو بلکہ یوں کہو

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

یعنی راہ اُن لوگوں کی کہ نعمت کی تو نے اوپر اُن کے

جناح

سو وہ راہ چار فرقوں کی ہے انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین سونما زمین میں قوت و اسکا پتہ تو ان چار فرقوں کی راہ کو طلب کرو لیکن جانا چاہیے کہ نبی کو کہتے ہیں اور صدیقین کہتے ہیں اور شہداء کی کیا صفت اور صالح کس کا نام ہے سو جان لے کہ نبی وہ انسان ہر کہ قوت نظریہ اور عملیہ مرتبہ کمال کار کھتا ہو اور خدا تعالیٰ نے اوسکو واسطہ ہدایت خلافت کو مبعوث کیا ہو اور ہر آدمی کو دو قوتیں دی ہیں ایک قوت نظریہ دوسری قوت عملیہ قوت نظریہ اوسکو کہتی ہیں کہ ہر چیز کو اوس کی پہچان لیوے اور قوت عملیہ اوسکو کہتے ہیں کہ جو نیک اور بد آدمی سے ہوتا ہو اوسی قوت سے صادر ہوتا ہو سو حق تعالیٰ نبی کو بلا واسطہ تربیت فرماتا ہے اس واسطے کہ تاثیر انوار کی اوسکی قوت نظریہ میں ایسی شتا ہو کہ غلطی اور شبہ اوسکی نظریہ میں بر گز نہیں پڑتا اور اوسکی قوت عملیہ کو ایسا ملکہ دیتا ہر کہ سبب اوسکو ہر نیک اوس سے رغبت ساتھ ہونے لگتی ہے اور ہر بدی سے محفوظ رہتا ہے یہاں تک کہ معصوم ہو جاتا ہو اور سبب قوت عملیہ کو عقل اوسکی کمال کو پہنچ جاتی ہے اوسکو بعد خلقت کی تعلیم کے واسطے اوحیا جاتا ہو اور اوسکی طرف وحی آتی ہو اور عوام کو واسطے معجزے اوسکے ہاتھ سے ظاہر ہونے لگتے ہیں اور خواص کو واسطہ اوسکو اخلاق کریمہ بخشتے ہیں اور علوم صادقہ نصیب کرتے ہیں اور بیان شافی اور حجت واضح اوسکو عطا فرماتے ہیں اور صحبت میں اوسکی انوار برکات پیدا کرتے ہیں اور قصد وہ ہر کہ قوت نظریہ اوسکی مثل قوت نظریہ انبیاء کو ہوتی ہر خواہ نبی ہو خواہ نہ ہو اور ابتدا عمر سے جو ٹھ نہیں

جناح

ہوتا ہے اور عمل اوس کے ایسے خالص ہوتے ہیں کہ فتن کا ہرگز لگاؤ نہیں ہوتا ہے اور اوس کی نشانی یہ ہے کہ
اپنے قصد میں تردد نہ کرے یعنی اللہ پر توکل کر کے اوس کام کو کرنے لگے اور اسباب پر چند ان خیال نہ کرے
اور اگر نماز میں اوسکو بڑی سی بڑی مصیبت جائے تو اوسہر او دھند کیجیے بلکہ وہ خیال حق تعالیٰ کو دوسری
طرف خیال نہ کرے اور ظاہر اور باطن میں ایک سان ہو و اور خواب کی تعبیر خوب جائے اور شہید وہ ہے
کہ جو حکم نبی نے اوسکو پہنچا دیا ہے اوس حکم کو ایسے یقین کے ساتھ قبول کرے کہ گویا آنکھوں سے دیکھتا ہے اور
اللہ کی راہ میں اپنی جان دینے کو سب چیزیں اسان جافز کو وہ شہید ہو یا نہ ہو اللہ کی تر و یک و شہید ہے
اور قوت علیہ اوسکی اپنے کمال میں نزدیک قوت انبیا کو ہوتی ہے اور صالح وہ ہے کہ ظاہر اور باطن کو گناہوں
پاک کرے اور باطن اپنے کو بڑے عقیدے سے باز رکھے اور بد خلقی سے دور رہے اور یاد حق میں ایسا
محبوب جاکر گنجائش دوسری چیز کی اوسکے دل میں نہ رہے یہاں تک ان سب کی جدا جدا تعریف ہو چکی ہے جو
باتیں کہ شامل ہیں ان چاروں کو وہ یہ ہیں کہ حق تعالیٰ انکو دوست رکھتا ہے اور انکو رزق کی کفالت کرتا ہے
بلکہ عزت سے دیتا ہے کہ امیر ہو اوس عزت سے نہیں ملتا اور ظاہر میں انکو سب لوگوں سے امتیاز دیتا ہے
اور انکے دشمنوں سے انکو محفوظ رکھتا ہے اور انکے دلوں میں اپنی عزت اور عظمت ڈالتا ہے کہ اوسکی سب
کسی بادشاہ اور امیر کی عزت کو خیال میں نہیں لاتے اور کلمہ حق کہ دیتے ہیں اور انکی خدمت واسطو حکم
نہیں باندھتے ہیں اور حق تعالیٰ انکی ہمت کو بلند کر دیتا ہے کہ ہرگز دولت اور دنیا کا خیال نہیں کرتے ہیں
اور انکو دلوں کو روشن کر دیتا ہے کہ اوس حق تعالیٰ کو اشارہ کیو پہچان لیتے ہیں چنانچہ ایک بزرگ کی نقل
ہو کہ کہتے ہیں کہ جب مجھکو رکوع کر نیکی فرماتا ہے جب میں رکوع کرتا ہوں اور جب کہتا ہے کہ سر اٹھا اوس وقت
میں سر اٹھاتا ہوں اور انکو کہتے ہیں کہ کوئی مصیبت دنیا کی انکو معلوم نہیں ہوتی ہے اوس
اوس مصیبت میں تنگ نہیں ہوتا ہے چنانچہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جیسا تم ترقی میں خوش ہوتے ہو ویسا
ہم تنگی میں خوش ہوتے ہیں اور انکی صورت تو پیریمبت ڈالتا ہے کہ بڑے بڑے بادشاہ ہمارے
کانتے ہیں اور بڑے سرکش اوسکو بکر چلتے ہیں لیکن جانا چاہیے کہ بعض فرقہ دعویٰ کرتے ہیں
کہ ہم اون بزرگوں کو طرہ فقیر ہیں اور اپنی نسبت انکی طرف کرتے ہیں اور انکو فقیہ و پیر ہیں کہ ہم انکو گروہ

سنی سنی

سنی سنی

سنی سنی

سنی سنی

کہلاتے ہیں اور حال یہ کہ ان کو طریقے سے محض خلاف ہیں جیسے کہ یہ دو نصاریٰ کہ اپنی نسبت انبیاء کی طرف کرتے ہیں اور ان کے طریقے پر عمل نہیں کرتے اور جیسے شیعہ کہ اپنی نسبت اماموں کی طرف کرتے ہیں اور متابعت ان کی قول و فعل کی نہیں کرتے بلکہ تفسیر داری اور خود اور ماتم جو منہوتا شرعیہ ہیں اور کسی امام سے یہ امور ثابت نہیں عمل میں لاتے ہیں اور اسکو عین محبت جانتے ہیں اور اسی طرح فرقہ جہالیدہ و درویشیہ کہ اپنی نسبت بزرگوں کی طرف کرتے ہیں اور ان کو خلاف راہ چلتے ہیں جیسے کوئی سر پہ چوٹی رکھتا ہو کوئی چار ابرویں صفائی کرتا ہو اور کوئی مزامیر کو لگا لگا اتفاق حرام ہے اسکو حلال جانتے ہیں سوائے دعویٰ کے باطل کرنے کے واسطے ایک عبارت اور فرامی اس واسطے کہ وہ راہین اون بزرگوں کی طرف نسبت کرنے سے ظاہر ہیں مستقیم معلوم ہوتی ہیں اور حقیقت میں اون لوگوں نے اس راہ کو بہت بگاڑ دیا ہے سوائے واسطے یون کہو

عَنْ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

یعنی نہ راہ اون لوگوں کی غضب کیا گیا اون پر اور نہ راہ گمراہوں کی

گویا یون تعلیم فرمایا کہ سطلق راہ مستقیم بھی جس طرح پر ہونہ مانگا چاہیے کیونکہ مغضوب اور گمراہوں کو فراموش نہ کرنا کہ دیا جو سوا ان کو کہنے پر نہ چلو بلکہ ہم سے یون کہو کہ خداوند اور راہ ہما نصیب کر کہ جو حقیقت میں راہ بزرگوں کی ہوا و ذرا راہ نہ دکھا کہ حسین ہم پر تیرا غضب ہو اور ہم گمراہ ہو جاویں اور جانا چاہیے کہ راہ مستقیم جب حاصل ہوتی ہو کہ بدعت کو اور زیادتی اور کمی کو ترک کر دو اور سنت رسول اللہ کو اختیار کرے اور بدعتیں بہت سی ہیں اس مختصر میں بیان نہیں ہو سکتی ہیں کہ تھوڑا سا بطور نمونہ کے بیان سنا چاہیے مثلاً غمی کے بیچ میں سیکڑوں روئے بیجا صرف کرتے ہیں خود بھی مفلس و قرضدار ہو جاتے ہیں اور دوسرے کو بھی فائدہ نہیں پہنچتا اور دیکے پیچھے سال بھر تک طرح طرح کے رسوم اور بدعات کرتے ہیں کہیں سوم کر روز تکلفات رسمیں کرنا اور اصراف مال کا بھارنا مثلاً مجلس سوم کی منعقد کرنی واسطے قرآن خوانی اور کلمہ خوانی کے اور اوسمیں حقہ پینا اور یہودہ باتیں کرنی اور قرآن شریف کی تعظیم نہ کرنی اور سوا اسکو اور فضول کام کرنے اور اس روز کھانا پکا کر برادری والوں کو اور اخیان کو

پیشانی

پیشانی

تفسیر اردو سورہ فاتحہ



کھانا اور اوسمیں کئی طرح سے قباحتیں اکثر یہ بات ہو کہ ورثہ تقسیم ہوتے ہیں مال و کفایت ہوتا
اور مال کو بے وجہ شرعی کھانا حرام ہو اور کبھی اوس مال میں حق شرک کا ہوتا ہو تو اوس مال کو بدو
تقسیم کے صرف کرنا درست نہیں ہو اور اکثر یہ بات بھی ہے کہ میت قرضدار ہوتا ہے تو پہلے اسکو
ادایہ قرضہ کرنا چاہیے بدو ادایہ قرضہ کو خواہ مخواہ تکلفات میں صرف کرنا نہ چاہیے اور اسی طرح
ہر حکم دہم اور ششم اور چہلم اور شش ہجری اور سالیانہ کا کہ ان دنوں میں واسطے نمودار کیے اور
بنجوف طعن برادر کیے یہ سب تکلیفیں اٹھاتے ہیں اور اگر روپیہ نہیں ہوتا ہو تو سودی روپیہ قرض
نکلواتی ہیں اور اگر سودی بھی نہیں ملتی ہیں تو مسکنات کر دیتے ہیں اور رسوم بچا میں خرچ کرتی ہیں
اور قبر و نکو پختہ کرواتے ہیں اور اونپر روشنی کرتے ہیں اور اونپر چادر اور غلاف ڈالتی ہیں اور چار
دن تک ہر دوستی روتی ہیں اور چہلم تک کھد پر چراغ روشن کرتی ہیں اور چالیسویں کو روح نکلواتی ہیں
اور چار پائی پر چادر بچھاتے ہیں اور اوسکے منہ خاک بچھاتے ہیں جو انکو کوئی شیطان یا کوئی جانور
اوپر بچھ جاتا ہو اوسکو جانتے ہیں کہ فلاں کی روح اس قالب میں آئی غرض آگ کوئل کو قاتل موز ہیز
اور اوس مرد پر فوضہ کرتے ہیں اور ٹاٹ بچھاتے ہیں اور اوسپر سوتے ہیں اور اسی طرح اپنی شادی بکڑ
بموجب خرچ کرتے ہیں کہیں نچ کر داتے ہیں کہیں ڈونیاں بلو اگر گواتے ہیں کہیں بی بی کا کھانا
کرتی ہیں اور اوس کھانے کو مردوں پر اور لونڈیوں پر اور دو نکاحی عورت پر حرام جانتے ہیں اور
بی بی کی صحنک کی اصل یوں معروف ہو کہ جہانگیر بادشاہ کی بی بی نور جہان جو دوسرا
نجاح اوسکا پادشاہ کو ساتھ ہوا تھا اور بادشاہ کو نزدیک اوسکی خاطر بڑی تھی اور اور پیمیان اسکی سب
ہو اوس محمد کنی تھیں اوسکی ذات کے واسطے یہ تجویز کی کہ بی بی کے خاتمہ کے نام کا کھانا
پکایا اور اوسکا نام صحنک رکھا اور ایک مجلس قرار دی اور اوسمیں سب پیمیان جمع ہوئیں اور
نور جہان بھی ان میں تھی جب کھانے کے واسطے بیٹھیں تب صحنک کو میوالی نے کہا کہ اویسیو یہ
صحنک نیاز حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہو اور جو بھی ہو اوسکو کھانا درست نہیں ہے
پس نور جہان اٹھ گئی اور سب پیمیان میں ذلیل ہوئی اور وہ پیمیان اوسکی ذات سے خوش ہوئیں

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

اوس وز سے صحنک کا رواج جاری ہوا اور شریعت میں کچھ اسکی اصل نہیں ہوا اور نہ کچھ نواب
 بلکہ حرکت عیساٰ موجب گناہ کا ہو اور کہیں اللہ میان کار بچکا کرتی ہیں اور ایک ٹھلیا کو سچول سپنا کہ
 اور سچ کپڑا ڈالکر بیچ میں بت کی طرح رکھتے ہیں اور بچھلی رات کو اوس ٹھلیا کو جانتے ہیں کہ اللہ
 صاحب اسمین آئے ہیں اور صبح کو اوس کا پانی تبرک کر کے پلاتے ہیں اور دو ٹھاکو حرام پوشاک
 پہناتے ہیں اور جیسے کہ ہندو مورسہ پر رکھتے ہیں یہ لوگ سہرا سونڈ کی طرح لٹکاتی ہیں اور گنگنا
 اوسکو ہاتھ میں باندھتے ہیں اور اوسکو حاجت ہو یا نہ ہو مقرر اوس ات نملاتے ہیں اور وطن چھوٹا
 لکھتا تو ہیں اور ہندو کی طرح گونا مقرر کرتے ہیں غرض ایسے ایسے خرافات شادی میں کرتے ہیں اور
 بعض لوگ سلام علیاک کے بدلے ہندگی کرتے ہیں اور بعض لوگ حضرت علیؑ کو شیخین پر یعنی
 حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دیتے ہیں اور بعض اپنے پیروں کو معبود
 کر کے بولتے ہیں اور اونکو انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دیتے ہیں اور بعض لوگ اماموں کو اور
 فضیلت دیتے ہیں اور بعض لوگ جھوٹی قبریں بنا کر پوجتے ہیں اور ان جھوٹی قبروں کے روبرو
 کھڑے ہو کر روزی اور رزق مانگتے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے دوستوں کو
 شرک کھڑا کر کوئی گناہ ضرور نہ لگیا اور جنت میں مقرر جاوے گا اور بعض لوگ بزرگوں کی شفاعت کے
 بھر وپر اللہ جل شانہ کو گناہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہمکو بخشوا لیں گے کہ اللہ راضی ہو یا نہ ہو
 وہ راضی کر لینے اور یہ نہیں جانتے کہ اللہ کو چور کو کوئی نہیں چھپا سکتا بلکہ اگر وہ بزرگ لوگ
 کسی طرف سے اللہ کی نظر پھری ہوئی پاد تو اوس وقت وہ بھی دشمن ہو جاوینگے کیونکہ دنیا میں بھی
 اونکی یہی حالت رہی کہ اللہ کو دوست کو دوست رکھو تمہارا دوست کو دشمن دشمن رکھو تمہاری
 حال بلکہ اوس سمجھی یادہ آفرت میں ظہور کر گیا اور تفسیر دشمن لکھا ہے مفضوب اور ضال ہو اور فرقہ
 یہود اور نصاریٰ کا یہودی بزرگوں کو کہتے ہیں اور نصاریٰ بنی کو درجہ خدا کا لگاتے ہیں سو معنی غیر
 المفضوب علیہم ولا الضالین کے یہ ہو کہ نہ تو ہم ایسے ہو جاوین کہ بزرگوں کا انکار کریں اور نہ ایسے
 ہو جاوین کہ اونکو تیرے برابر سمجھیں اور اوسے مراد میں مانگیں اور اونکو ہر وقت عالم غیب میں ماکو

دیکھا کہ نبی کو نبی جانیں اور ولی کو ولی جانیں اور چاہیے کہ ہر صراطِ ہدایہ سے زیادہ
 باریک ہو وہ راہِ مستقیمہ و شریعت کی کہ ہر کی شکل بنکر دھری جاوے گی اور لوگ و سپر و گزیرین سو
 جھک و میانِ عادت تھی اوس اہلِ چلنے کی وہ لوگ وہاں بھی ڈرتے ہوئے چلے جاوے گی اور جنگا
 یہاں قدم پھسلتا تھا کہ کوئی حکم شرع کا کرتے تھے اور کوئی موافق خوشی نفس کے کرتے تھے سو وہاں
 بھی لوگ قدم پھسلے گا اور انکو ایک کپٹ و وزخ سے نکلے گا بجاوے گی اور اس تقریر سے معلوم ہوا
 کہ راہِ مستقیمہ ہل سے بھی زیادہ باریک ہو کیونکہ اسی راہ کی صورت وہاں ظاہر ہو ویلی سو اس راہ پر
 پہننا بڑے درد و تکام ہو اور بعض لوگ رائد و نکاح نہ ہیں کہ تو ہیں اور انکو
 تمام عمر بند کر رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شرافت و بہت ہے کہ عورت و دوسرا نکاح کرے اور تیر
 جانتے ہیں کہ بڑے اشرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے کہ انکی دو صاحبزادیوں کا
 دو جگہ نکاح ہوا اور حضرت فاطمہؓ کی صاحبزادی کا چار جگہ نکاح ہوا پھر اوشے زیادہ شرافت کا
 دعویٰ کرنا حماقت ہے اور بعض لوگ بزرگوں کی فاتحہ کو واسطے بڑے بڑے ٹکٹ کر تین خواہ خواہ کو
 برتن میں لپکاتے ہیں اور کوئی آگ مانگو تو نہیں دیتے ہیں اور پانی اچھوتا مقرر کرتے ہیں اور جگہ کو لپیٹ
 اور آجکے کو نہ ہو کی طرح بچہ کا مقرر کرتے ہیں کہ کوئی پاؤں نہ رکھے اور بیٹھ نہ جاوے اور اگر کی تی جلائی ہو
 اور شمع روشن کرتے ہیں اور ان سب چیزوں کا نام اچھوتا رکھتے ہیں اور ان کھانوں پر پان بھول رکھوا کر
 پڑھواتے ہیں اور فاتحہ کو وقت ہاتھ باغیر اوس کھانیکے رو برو کھڑے رہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اس
 وقت وہ بزرگ میان آؤں یہ جانکر روزی و رزق اوشے ملتے ہیں اور فاتحہ کے بعد اوس
 چوکر پر بعض سجدہ کرتے ہیں اور بعض سلام کرتے ہیں اور اوس کا نام نیاز رکھتے ہیں یہ سب باتیں تشریف
 ہوئی ہیں ان سب باتوں کی شرع شریف میں کچھ اصل نہیں ہے البتہ ایصالِ ثواب کے لئے کھانا حلال ہے
 کچھ اور کچھ نون و محتا ہو نہ کھانا کھانا اور اوس کا ثواب بزرگوں یا عزیز و نکو بخشنا باعثِ نجات اور ثواب
 کا ہے اور جائز ہے اور بعض لوگ شہادتِ کرامت حلو اچھا کر تعزیے کے رو برو تمام شب دھرتے ہیں
 اور صبح کو تبرک جانکر آپس میں بانٹتے ہیں اور شریعت کو گھڑے تعزیے پر چڑھاتے ہیں اور اوس کو نیاز

پہنچا

دوسرا نکاح کرے

جائزہ

پہنچا

پہنچا

حسین کی مشہور کرتے ہیں اور یہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں کہ نیاز سوا اللہ کے دوسرے کو نہیں درست ہے
 اور بعض چاند یا پتھر اور انکھ اور روٹی بنا کر چڑھاتے ہیں اور بعض عرضی لکھ کر لگاتے ہیں اور بعض
 لوگ تحرم کے دفعین پھیکا کھاتے ہیں اور زمین پر سوتے ہیں اور پان نہیں کھاتے اور عورتیں
 گناہ اتار دالتی ہیں اور سنتان کر ساری رات چیل مبری کرتی ہیں اور نامحرم موہین پھرتی ہیں
 اور اونکو والی منع نہیں کرتے یہ سب امور ناجائز اور باعث گناہ ہیں اور بعض لوگ جمعرات کو
 فاختے کے واسطے ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ جمعرات کو سب راوحین اپنی گھر وین آتی ہیں چکر
 اونکو واسطے اون لوگوں کو کچھ پکایا ہوتا ہے تو خوش ہوتی ہیں اور زمین تو نا امید ہو کر چلی جاتی ہیں
 یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور علماء حدیث کے نزدیک اس حدیث کی صحت نہیں ہے اور چانا چاہیے
 کہ یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ روٹیک طرف صدقہ دیا جائے سو وہ یہ ہے کہ کوئی غلام خرید کر آ کر ناچار ہے
 جیسے کہ حضرت عائشہ نے کہا ہے اپنی بھائی کی طرف سے یا کوئی کو ان کھدوا دیا چاہیے اگر یہ نہ ہو سکے تو کسی
 بھوکے کو کھانا کھلا دے یا کسی خشکے کو کھڑا پسا دیوے یا کسی کے قرض کو ادا کر دیوے یا کسی
 حاجت مند کو نقد دیوے یا قرآن شریف یاد روٹی پھکر یا پھو کر اسکا ثواب بخشے یا قرآن شریف یا تب
 دینیہ کر پڑھنے والوں کو دیوے اسکا ثواب جسے چاہے بخشے اور نیت کر دیوے کہ اس دیکی طرف
 سو میں یہ کیا ہے اسکا ثواب اوسکو ہو دی پس شریعت میں یہ صورت ایصال ثواب کی ہے اور چانا چاہیے
 کہ بعض مفسرین کو نزدیک مراد راہ مستقیم ہے یہ ہے کہ خالی ہو و افراط و تفریط سے یعنی زیادتی اور کمی سے
 مثلاً وحدانیت میں افراط یہ ہے کہ ذات الہی میں تشبیل کا اعتقاد کرے یعنی ذات الہی کو خالی افعال اور
 صفات جانو جیسا کہ یہ مذہب حکمای یونان کا ہے اور تفریط یہ ہے کہ اوسکی صفات خاصہ کو ممکنات اور مخلوقات
 میں بھی اعتقاد کرے جیسا کہ مشرکین بعض صفات الہیہ کو مثل خالقیت اور رزاقیت کو مخلوقات
 میں اعتقاد کر کے اونکی پرستش کرتے ہیں اور افراط عبادت میں یہ ہے کہ ہر شے کو مظہر صفت الہی سمجھ کر اوسکو
 پوجو لگے اور تفریط یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو مستغنی سمجھ کر اوسکی عبادت کو بیفائدہ اعتقاد کرے اور افراط عبادت
 میں یہ ہے کہ ہر کام میں درخواست اور سعادت کا پابند ہونا مثلاً اولاد میں اور لونڈی غلام میں درموشی اور حیوان میں

بیان صدقہ کا سبب
 ص ۱۱

بیان راہ مستقیم
 ص ۱۱

بیان افراط و تفریط
 ص ۱۱

بیان افراط و تفریط
 ص ۱۱

بیان افراط و تفریط
 ص ۱۱

کیمیائی اور باغ بین گشت اور سعادت کو لازم خیال کرنا جسکو سعد خیال کری اور سکو عمل میں لایا
 کری اور جسکو محض جانے اوس سے احتراز کیا کرے اور ہر وقت اور ہر کام میں اس خیال کا گرفتار رہے
 اور کسی مطلب کے لیے ہر بہمن پر چھکراو سکو قول کو سچا جانے اور اوس پر عمل کرے اور اپنے اور پر زنی
 کو تنگ کرے اور مثل دیوانے اور وحشی کے ہر چیز سے ڈری اور تفریط یہ ہو کہ دوا اور غذا اور پیر
 اور دوا کو محض نفع اثر اور ذرا فائدہ سمجھنا اور نفع قید ہو کر جو پاہنا سو کرنا اور اسی طرح سوا مانو کو او
 او لیا کو نفع ضایل اور مراتب میں برابر انبیا کو جاننا اور انبیا کو درجہ الوہیت کا لگانا یعنی او کو ہر وقت
 عالم الغیب سمجھنا اور یہ یقین کرنا کہ ہر جگہ ہر کسی کی فریاد کو سنتے ہیں اور او کو حال سے واقف ہیں اور تہیز
 پر قدرت رکھتے ہیں اور او کی ہر شفاعت اور ہر غرض کو جواب دہی میں واجب القبول یقین کرنا کہ خدا
 راضی ہو یا نہ ہو اور او کی صورتوں کو اور قبروں کو معبود مقرر کرنا اور او کو سامنے کھڑی ہو کر اوسے روزی
 رزق اولاد و طلب کرنا اور دوزخ اور بہشت اور حساب اور میزان کا او کو مالک جانتا اور کہنا کہ جسکو چاہیں
 وہ دوزخ میں ڈالیں اور جسکو چاہیں جنت میں لیجائیں یہ عقیدہ بالکل افراط میں داخل ہو اور تفریط
 اس میں یہ ہو کہ او کی بزرگی کا انکار کرنا اور او کی نبوت اور ولایت کو کچھ نہ سمجھنا اور او کو سبوتا
 اور کلمات کا انکار کرنا اور او کو بعد قوت کرماندہ سنگ او چوبک بیکار محض جاننا اور ولایت و ازادہ
 امام پر شتم جانکر اور او کی ولایت سے انکار کرنا یہ سب تفریط میں داخل ہو اور افراط ایسا نہیں یہ ہو کہ
 یقین کرے کہ مومن کو کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا ہو اور تفریط یہ ہو کہ گنہگار کو کافرنہ سمجھے اور بڑے گناہ
 والو کو حکم خود فی التارکا کرے اور کلام میں افراط یہ ہو کہ ہر وقت بمعنی گفتگو کیا کری اور تفریط
 یہ ہو کہ بالکل بولنا چھوڑ دی اور دین کی حرارت میں افراط یہ ہو کہ ہر کسی سے او فی امور دین میں
 جھگڑا کری اور ترک سب کو واسطی غصہ کری اور او کو کافری کہے اور تفریط اس میں یہ ہو کہ دنیاوی
 سے بے تکلف صحبت رکھے اور کچھ دل میں کراہت نہ لاوے اور صاحب بدعت کی
 تواضع تنظیم کرے اور صرف میں افراط یہ ہو کہ اسراف کرے اور تفریط یہ ہو کہ بالکل بخل و خلو
 اور شہادت میں افراط یہ ہو کہ تہور اختیار کری اور موجب بے موجب ہر کسی سے لڑا کرے

افراط اور تفریط
مراتب بالا اور ذیل

افراط و تفریط
میں

افراط و تفریط
میں

افراط و تفریط
میں

افراط و تفریط
میں

اور تفریط یہ ہے کہ نامراد و نجاوی اور جہنم اور بزدلی اختیار کر کے غرض تو سطر برجہ محمود ہے اور اولاد
 و تفریط برجہ مذموم ہے اور جانا چاہیے کہ راستہ تقیر راہ انہما کی ہر سویر راہ جب حاصل ہوتی ہے کہ
 جب ان کی متابعت کرے مثلاً اگر پروردگار حکم کرے کہ اپنے پیٹے کو فوج کر اوسی وقت فوج کر نیکو تیار
 ہو جاو مانند حضرت ابراہیم کے اور اس لشکر کو جب حکم کرے کہ اسی وقت فوج ہو وہ اوسی وقت مستعد
 ہو جاو مانند حضرت اسمعیل کے اور اگر خداوے کہ دریائے عظیم میں گر پڑ اوسی وقت گر پڑے مانند
 حضرت یونس کے اور اسی راہ مستقیم کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک وزیر رسول خدا صلی
 علیہ وسلم کہے شریف کے سایے میں بیٹھے تھے کہ صحابہ نے انکو عرض کی کہ یا رسول اللہ کفار کے ہاتھ
 پہنکو بہت تکلیف پہونچتی ہے حضرت فرمایا کہ ایمان والوں کو ہمیشہ کافروں کے ہاتھ سے تکلیف پہونچتی
 رہی ہے یہاں تک ہو اگر کہ مسلمان کو زمین میں گرٹھا کھود کر گاڑ دیا ہو اور سر پر آکر رکھ کر چڑھالایا ہو اور
 اوسے سوا کو کلمہ توحید کے کچھ اور منہ سے نہیں نکالا ہو اور اپنی شانے سے اونکے بدن کو گوشت چمکین
 اور وہ راہ مستقیم سے ہرگز نہیں پھرے ہیں اور اوسی راہ پر قائم رہے ہیں اور اونہوں نے تکلیف
 واسطو میں کو نہیں چھوڑا ہو اور جانا چاہیے کہ صاحب بیضاوی نے لکھا ہے مقتضی علیہم سو مراد
 عاصی لوگ ہیں اور ضالین سو مراد جاہل لوگ ہیں سو پوری نعمت بکریہ جب ہوتی ہے کہ اپنے خاوند کو
 بھی پہچانے اور عمل بھی نیک کرے اکثر اوقات بہت سے لوگ خدا کو پہچانتے ہیں لیکن عمل نیک نہیں
 کرتے ہیں اور اکثر لوگ عمل نیک کرتے ہیں لیکن خدا کو پہچانتے نہیں سوان و دونوں فرقوں کی راہوں سے
 نیچے کا حکم ہوا کہ انکی راہوں سے بہت دور بچا کو اور ہمیں پناہ طلب کرو اور بعضوں کے نزدیک مقتضی علیہم
 سو مراد کافر معاند ہے کہ ویدہ و دانشہ وین انکار کرے اور ضال سو مراد عاصی مستہد ہے کہ جان بوجھ کر گناہ
 کرے اس واسطو حدیث شریف میں آیا ہے کہ بڑا سخت عذاب قیامت کو عالم بے عمل پر ہو دیکھا کیونکہ مجھ
 کو حج گناہ کرتے ہیں اور لوگوں کی خاطر سے حق چھپاتے ہیں اور رشوت لیکر فتویٰ غلط بتاتے ہیں اور
 کافروں میں سب کو فتنہ کھنکھتے ہیں سو ایسے لوگوں کی بھی راہ سے پناہ مانگنا چاہیے کہ جان بوجھ کر شرک و گناہ
 میں گرفتار ہوتے ہیں اور بعضوں کو نزدیک مقتضی علیہم سو مراد جہنمی جو اور ضال سو مراد گناہگار ہے اور بعض

راہ انہما کی راہ
 مستقیم ہے

راہ مستقیم
 و ضالین کا

راہ مستقیم
 و ضالین کا

تفسیر اردو سورہ فاتحہ

کھتے ہیں کہ ایمان وہ چیز ہے جو لوگ ہیں ہر ایک خوف دوسری رجا سو مغضوب علیہم سے مراد وہ لوگ ہیں کہ حق تعالیٰ کو صرف تمہارے جانتے ہیں اور غفور نہیں جانتے اور ضال مراد وہ لوگ ہیں جو کوئی محض غفور جان لیتے ہیں اور تمہارے نہیں جانتے سو اسی مضمون کو قرآن شریف میں دوسری جگہ فرمایا ہے کہ نبی عبادی انا الغفور الذی جیم وان عدلی هو العذاب الالہی

اے محمد میری بند و نواسات کی کہ میں بڑا بخشنے والا مہربان ہوں اور خبر دینا اس بات کی کہ عذاب میرا عذاب دردناک ہے سو غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کے معنی یہ ہو کہ نہ راہ دکھلا سکوا ہوں نہ لوں کہ تمہیں جو صرف تمہارے جانتے ہیں اور تیری بخشش کی امید نہیں رکھتے اور نہ راہ اون کی کہ تمہیں جو صرف تمہارے جاننے کے لئے ہیں اور تمہارے نہیں دیکھ سکتے اور جانا چاہتے ہیں کہ اس سورۃ کو جو ہر گز نہیں بار بار مقرر کیا ہو سو وہ اسکی یہ ہے کہ نماز کو اگر کائنات میں سات رکن بہت ہیں اور اس سورۃ کو آیات بھی سات ہیں سو ایک ایک کن کو مقابل میں گویا ایک ایک آیت مقرر ہو مثلاً اسم اللہ مقابل قیام ہو اور الحمد للہ رب العالمین مقابل رکوع ہو الرحمن الرحیم مقابل قنوت ہو مالک یوم الدین مقابل مسجد ہو ہر ایک ایک مستعین مقابل جلسہ ہو ہر ایک ایک الصراط المستقیم مقابل دوسری جگہ ہر صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین مقابل تقدیر کیا کہ کوئی کہے کہ اسم اللہ کو مقابل قیام کو رکھا ہو اور الحمد للہ رب العالمین کو مقابل رکوع کو رکھا ہو اسی طرح سوان سات انھیں سات رکون کے مقابل میں رکھنا کیا ضرورت تھا اور رکون کو مقابل میں کیوں نہ رکھا سو اسکا جواب بہت طول ہے کہ اس مختصر میں گنجائش اوسکی نہیں ہے بڑی تفسیر و تفسیر دیکھ لو اور اگر کوئی کہے کہ تمام نماز میں ایک ایک کن ہو مسجد دو کیوں مقرر ہوئے ہیں سو اسکا جواب کسی طرح پر لوگوں نے لکھا ہے بعض کہتے ہیں کہ سجدہ اولی وہ سجدہ ہے کہ روز ازل میں کیا تھا اور دوسرا سجدہ مقرر ہوا ہر شکر کو اسکی کیونکہ اگر وہ توفیق نہ دیتا تو ہر گز ہمیں سجدہ ازل میں نہو سکتا سو سجدہ اولی کا نام سجدہ ازل ہی ہو اور دوسرا سجدہ کا نام سجدہ شکر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر بات میں دو گواہ مقرر ہوا کرتے ہیں سو قیامت کو یہ دو لون سجدہ گواہی دیو تیکر اس عبادت پر اور بعض کہتے ہیں کہ یہ سلسلہ مشہور ہے

پہلی بات یہ ہے کہ سجدہ اولی وہ سجدہ ہے کہ روز ازل میں کیا تھا اور دوسرا سجدہ مقرر ہوا ہر شکر کو اسکی کیونکہ اگر وہ توفیق نہ دیتا تو ہر گز ہمیں سجدہ ازل میں نہو سکتا سو سجدہ اولی کا نام سجدہ ازل ہی ہو اور دوسرا سجدہ کا نام سجدہ شکر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر بات میں دو گواہ مقرر ہوا کرتے ہیں سو قیامت کو یہ دو لون سجدہ گواہی دیو تیکر اس عبادت پر اور بعض کہتے ہیں کہ یہ سلسلہ مشہور ہے

جو شخص کھڑا ہو کر عبادت کرے اوسکو پورا اجر ملیگا اور جو شخص بیٹھ کر عبادت کرے اوسکو اودھا
اجر ملیگا سو سجدہ حالت جلوس میں ہوتا ہے اس واسطے دو سجدہ مقرر کئے ہیں تاکہ پورا اجر پاوے اور
جانا چاہیے کہ اس سورۃ میں سات حرف نہیں آئے ہیں اس واسطے کہ وہ سات حرف سات طرح کو
غذاب پر دلالت کرتے ہیں جو کہ اس سورۃ میں بالکل حجت بھری ہوئی ہے اس واسطے ان حرفوں کا لانا
مناسب نہوا وہ سات حرف یہ ہیں ثا و جیم و فا و ز او شین و ظا و فاسو ثا سے اشارۃ ثبوری
یعنی ہلاکت و جیم سے اشارۃ ہمیم ہے اور فا سے اشارۃ خزی ہے اور ز اسو اشارۃ زفیہ ہے کہ آواز وہو
کی ہے یا اشارۃ زقوم ہے اور ز قوم ایک دشت ہے و زخم میں کہ بڑا اوسکی ساتویں و فزح کہ تکتے ہر او شین
سو اشارۃ شہیق ہے اور شہیق کہتے ہیں دوزخیوں کی چیخ کو چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے لھو فیضا و فزح
و شہیق یعنی واسطے او کو دوزخ میں آواز سخت ہے اور چلانا اور فا سے مراد نطی ہے وہ جہنم میں ایک
طبقہ ہے کہ اوسکا نام نطی ہے اور فا سے مراد فراق ہے کہ دوزخ میں ہر سیکو عبدائی سیکو جو شخص اس
سورہ کو پڑھے گا کہ لگان عذابوں سے محفوظ رہیگا فائدہ عدلانے کہا ہے کہ یہ سورۃ دو بار نازل ہوئی
ہو ایک بار کنین اور ایک بار مدینہ میں اس واسطے اسکا نام سبع المثانی آیا ہے اور صاحب مدارک
نے لکھا ہے کہ بعض عالموں کے نزدیک یہ سورہ پہلے کے میں نازل ہوئی ہے اور وقت فرض ہو نماز
درمیان میں نازل ہوئی لیکن صحیح یہ ہے کہ یکے میں نازل ہوئی ہے وقت فرض ہو نماز کو اور دینے میں
نازل ہوئی ہے جس وقت نماز کا حکم ہوا ہر طرف کہے کہ اور جانا چاہیے کہ نام اس سورۃ کو بت
میں لیکن تھوڑے سو بیان کیو جاتی ہیں کہ اس واسطے کہ اس مختصر میں ساری سباموں کی نہیں ہر سکتی ہے ہر ایک
نام فاقہ الکتاب ہے اور وجہ اس نام کی یہ ہے کہ کتاب الہی کو اس سورۃ کو ساتھ شروع کرتے ہیں اور
دوسرا نام فاتحہ ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ نماز میں پہلا سیکو پڑھتے ہیں اور کتاب کو سر پر پہلے سیکو لکھتے ہیں
اور تیسرا نام سورۃ النھر ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ ابتدا اسکا ساتھ لفظ حمد ہے اور چوتھا نام سورۃ الشکر
ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ حمد بنیاد شکر کی ہے سو حمد کی اوسکو شکر گزار کا ایک طور خوب جاتا ہے اور پانچویں
نام سورۃ الکثر ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا ہے کہ تزلزلت منیٰ سرۃ الفاتحۃ

[illegible]

۵۳

تفسیر اور سورہ فاتحہ
حق تعالیٰ کی عرش یعنی نازل ہوئی ہر سورہ کو فاتحہ اوس قرآن سے جو نیچے عرش کے رہے
اس واسطے نام اس کا سورہ المکنز ہے اور چھٹا نام سورہ المناجات اور جب اس نام کی یہ کہ بندہ اس بندہ
ساتھ مناجات کرتا ہو اور ساتھ ان نام سورہ التوفیق ہے وجہ اس نام کی یہ کہ بندہ ایک نصیب
لکھا ہے تمام کاموں کو حضرت حق کی طرف سپرد کرتا ہو اور آٹھواں نام سورہ الوافیہ ہے وجہ اس
نام کی یہ کہ یہ سورہ اپنے پڑھنے والے کو ثواب بھر پور دلاتی ہے اور نوں نام سورہ الشارف
ہو وجہ اس نام کی یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاتحة الكتاب شفاعة
موت كل ذاء یعنی سورہ فاتحہ شفاعت ہر بیماری کی وجہ اس نام کی یہ کہ موت تعالیٰ کا نام پاک
طلعت کو دور کر دیتا ہو سو بیماری بھی نکلتے ہیں اوکو بھی اس سے شفا ہو جاتی ہے اور دسواں
نام سورہ رقیہ ہو اور رقیہ کتنے بین منتر کو سو وجہ اس نام کی یہ کہ جس بیمار پر پڑھکر دم نہ لگے وہ بیمار
تندرست ہو جاوے چنانچہ ایک صحابی نے مرگی والے پر اس سورہ کو پڑھکر دم لگا دیا تھا وہ اسی وقت تندرست
ہو گیا اور گیارہواں نام سورہ الاساس ہو وجہ اس نام کی یہ کہ یہ سورہ نماز کی رکن ہے اور نماز
کی بنیاد اسی سورہ پر موقوف ہے اور بارہواں نام سورہ الصلوۃ ہو وجہ اس نام کی یہ کہ نماز میں
اسکا پڑھنا بہت ضرور ہے چنانچہ ابو ہریرہؓ نے روایت کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت ازول
کو ہر جن تعالیٰ سے کہ فرمایا ہر جن تعالیٰ ذکر نماز کو تقسیم کیا ہے میرے درمیان اپنے اور درمیان اپنی بندہ
آدھی میری واسطی ہو اور آدھی بندہ کے واسطی ہے سو جن وقت کتاب بندہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
حق تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہو کہ دیکھو بندہ میرا محکم و یاد کرتا ہو اور جب بندہ کتاب کہ احمد للہ رب العالمین
حق تعالیٰ فرماتا ہو کہ دیکھو بندہ میرا میری خوبان بیان کرتا ہو اور جب بندہ کتاب الحمد للہ الرحمن الرحیم حق تعالیٰ
فرماتا ہو کہ بندہ میرا بزرگی و تعظیم کے ساتھ مجھ کو یاد کرتا ہو اور جب بندہ کتاب یا الہ یوم الدین حق تعالیٰ
فرماتا ہو کہ بڑائی بیان کرتا ہو بندہ میرا اور جب کتاب یا ایک نجد وایک نستعین حق تعالیٰ فرماتا ہو کہ منصور
اس آیت کا مشترک ہے درمیان میری اور درمیان بندہ میری کیونکہ عبادت حق میری ہے اور مد طلب
حق بندہ کیا ہو یا ایک نجد کنے سے حق میرا دکھایا وایک نستعین کرکنے سے حق اپنا طلب کیا اور جب

10

مكتبة المخطوطات

1011

الكتاب الثاني

مكتبة

...

تاریخ

عنه

لفظ سائو کی

فوق المذبح

بندہ کتاب اور نا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم والا الضالین جن جنی
 فرماتا ہے کہ یہ مضمون تمام واسطوں پر ہو گیا ہے اور اسکو سوال اسکا دو لگا یعنی راہ سیدھی لگاؤ لگا
 اور غضب لگ رہی ہے پناہ میں رکھو لگا اور تیر بھوان نام سبع الشانی ہو وجہ اس نام کی یہ ہے کہ ہر جہت
 اور ہر نماز میں یہ سات آیات بار بار پڑھی جاتی ہیں اور نماز میں ہر تین آیات کو پڑھتے ہیں سو سات
 وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی راہ کو سات دروازے ہیں اور یہ سات آیات گنجیان ہیں ساتون دروازوں
 کی سونہ جہن وقت ان ساتون گنجیوں سے اور ان ساتون دروازوں کو کشادہ کرتا ہے تو اس وقت
 اس میں داخل ہوتا ہے اور نماز میں اسکو کیفیت آتی ہے یہاں تک کہ دنیا اور مافیہا سے غافل
 ہو جاتا ہے اور کلام الہی کو سماعت کرنے لگتا ہے کسی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز معراج
 ہے مسلمانوں کی سو وہ ساتون دروازے ہیں ایک تو ذکر و شکر کے شکر ہر تیسرے امید ہے
 چوتھے خوف ہے پانچویں اخلاص ہے چھٹے علم ہے ساتویں انس کرنا ہے ساتھ راہ انبیاء و صلحاء کے
 بسم اللہ الرحمن الرحیم کنجی ذکر کی ہے الحمد للہ رب العالمین کنجی شکر کی ہے الرحمن الرحیم کنجی امید کی
 مالک یوم الدین کنجی خوف کی ہے ایک نغید و ایک مستعین کنجی اخلاص کی ہے اور نا الصراط المستقیم
 کنجی دعا کی ہے صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم والا الضالین کنجی انس کرنا ہے راہ انبیاء و صلحاء
 کی ہے اس واسطے ہر بار اس سورۃ کو نماز میں پڑھتے ہیں تو ساتون دروازے کھل جاتے ہیں اور نماز خونی
 کو ساتھ آدھا ہو اور چودھواں نام اس سورۃ کا قرآن عظیم ہو وجہ اس نام کی یہ ہے کہ سب سورتنے
 یہ افضل ہے ثواب میں اور پندرہواں نام سورۃ تعلیم المسئلہ ہو وجہ اس نام کی یہ ہے کہ حق تعالیٰ اس
 سورۃ میں اپنے بندوں کو مانگنے کا طور سکھایا ہے اور سوطھواں نام سورۃ کافیہ ہو وجہ اس نام کی یہ ہے کہ
 حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس سورۃ کا پڑھنا تمام سورتوں پر کافی ہے اور تمام سورتوں کا پڑھنا اس سورۃ کو
 کفایت نہیں کرتا ہے اور سترہواں نام ام الكتاب ہے اور ام القرآن بھی ایسا وجہ اس نام کی یہ ہے کہ تمام
 علم قرآن کا سرچ پہن موجود ہے اور چنانچہ ایسا ہے کہ آدمی کے اندر تین چیزیں ایسی ہیں کہ شیطان
 اور کج بخت اسکو بہت ہلاک کرتا ہے ایک شہوت ہے کہ آدمی اسکے غلبے سے اپنے اوپر ظالم کرتا ہے

سورۃ سبحان

پہلی سات دروازے اور سات کنجی کا

سورۃ فاتحہ

سورۃ تہجد

سورۃ قاف

ام الكتاب و ام القرآن

پہلی سات دروازے اور سات کنجی کا

اور دوسرے غضب ہے کہ اوسکو سب غیر ظلم کرتا ہو اور تیسرے ہو کہ اوسکی محبت سے پروردگار
کی نافرمانی کرتا ہو یعنی اوسکے ساتھ شرک کرتا ہو اور حدیث شریف میں آیا ہے الظلم ثلاثہ ظلم
لا یغفر و ظلم لا یتزک و ظلم عسی اللہ ان یتزک فاما الظلم الذی لا یغفر
الشک باللہ والظلم الذی لا یتزک ظلم العباد بعضهم بعضا و الظلم الذی عسی اللہ
ان یتزک هو ظلم الانسان على نفسه یعنی ظلم میں قسم کے ہیں ایک ظلم ہے کہ وہ
ہرگز نہ بخشا جائیگا اور ایک ظلم ہے کہ وہ ہرگز نہ چھوڑا جاوے گا یعنی بغیر بے کے معاف نہ ہو گیا اور
ایک ظلم ہے امید ہو کہ اللہ معاف کرے سو وہ ظلم کہ نہ بخشا جاوے گا شرک اللہ کے ساتھ ہو اور وہ ظلم
کہ نہ چھوڑا جاوے گا ظلم بند و کفار ہیں ہر کہ ایک دوسرے پر کرتا ہو اور وہ ظلم کہ امید اللہ بخش ہو گیا
وہ ظلم بند کا ہو اگر نفس پر سو ان تین چیزوں میں چھ چیزیں اور پیدا ہوتی ہیں شہوت حرص اور بخل
پیدا ہوتا ہو اور غضب سے محبت اور تکبر پیدا ہوتا ہو اور ہوس کفر اور بدعت کا طور ہوتا ہے اور ان چھ
چیزوں میں ایک اور چیز پیدا ہوتی ہے کہ جہان نام حسد ہے اور علامت حسد کی یہ ہے کہ تمام اخلاق آدمی کو یکساں
ہیں اور شیطان اوپر بالکل اپنا قبضہ کر لیتا ہو اور آدمی خدا کی خیاب میں ملعون ہو جاتا ہو جو جب
یہ تہید معلوم ہو چکی تو اب جانا چاہیے کہ ان چیزوں کو علاج کے لیے حق تعالیٰ نے اس سورہ ام لکھا
کو مقرر کیا ہو مثلاً جس وقت کہ آدمی نے سچے دل سے بسم اللہ الرحمن الرحیم اس کلمہ پاک سے غضب اور
شہوت اور ہوا زایل ہو جاتی ہے کیونکہ اس ظلم میں تین نام ہیں ایک ایک چیز کو زایل کر دیتا ہے اور
جب کہ ماصات دل سے الحمد للہ رب العالمین اوس وقت حرص اور بخل دونوں دور ہو جاتے ہیں کیونکہ
جب آدمی کو یقین ہو کہ تمام جہان کا پالنے والا اللہ ہے تو اوسکو ساتھ یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ جو تمام عالم
کو پالتا ہو وہ مجھ کو بھی پالے گا پھر جب یہ یقین مضبوط ہو جاتا ہو تو اوس وقت حرص بالکل زایل ہو جاتا
ہو اور سمجھنے لگتا ہو کہ پرورش اوسکے اختیار میں ہے میرے حرص کرنے سے کچھ نہیں ہوتا ہے
اور بخل بھی جاتا رہتا ہے اس اسطو کہ اپنے خاوند کی سخاوت دیکھ کر آپ بھی سخاوت کرنے
لگتا ہو اور جب کہ الرحمن الرحیم مالک یوم الدین اس کلمے سے غضب دور ہوتا ہے کیونکہ اپنے

تفسیر اردو سورہ فاتحہ

مالک کو رحیم جانکر آپ بھی رحم کرنے لگتا ہو اور جب کہا ایک انبند و ایک مستقیم اس خطے سے
عجب اور تکبر و دور ہو جاتا ہو کیونکہ جب عاجزی کرنے لگا ایک شخص کے روبرو تو اس وقت تک نہیں
رہتا ہو اور جب کہا ابدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
ان لفظوں کو کہنے سے کفر اور بدعت دور ہو جاتی ہیں کیونکہ جب اوسیدھی طلب کر لیا تو معلوم ہوا کہ
کفر و بدعت سے بیزار ہو سوا اس وقت کفر اور بدعت و لون کم ہو جاتی ہیں اور صراط بقیت
اس سورۃ میں ہر بر آیت کی یہ ہو جاتا چاہیے کہ اس سورہ میں اللہ صاحب اپنے بند و کونکو
طور سکھایا ہو کہ اوس شخص سے مانگنا چاہیو کہ جو صاحب مقدور اور سخی اور کریم اور رحمت والا ہو
اور جو ان چار صفتوں کے ساتھ ہو و اوس شخص سے مانگنا ذلت سے کیونکہ بہتر کے لوگ ایسی ہو ہیں
کہ صاحب مقدور ہوتے ہیں لیکن سخی نہیں ہوتے ہیں اور بہت ایسے ہوتے ہیں کہ سخی ہوتے ہیں
لیکن کریم نہیں ہوتے ہیں اور جب بہت لوگ اوسے مانگنے لگتے ہیں تو کعبہ اگر اور خفا ہو کر اونکو نکلا
دیو ہیں اور گالیوں دینے لگتے ہیں اس سبب سے پھر اونکے پاس کوئی نہیں جاتا ہو اور بعض سخاوت
کو مانگ کر یہ بھی ہوتے ہیں لیکن کم ہمتی کہ سب اپنے موافق سلوک نہیں کرتے ہیں سوا سورۃ
میں بڑی رغبت والی ہو اپنے بند و کونکو تاکہ بھی سوا مانگ کرین اور دوسرے سے طلب کیا کہ میں
پہلے اپنا مقدور بیان کیا ہو کہ الحمد للہ یعنی او لوگو کو تمام خوبیاں واسطی اللہ ہی ہیں سو تم اوسے مانگو
کسی سے طلب کرو پھر جب لوگوں نے سنا تو اونکو خیال میں یہ آیا کہ مقدور والا تو ہو کہ میں بخیل ہو
کہ ہمارا مانگنا فانی جاوے تو اوسکو اگر فرمایا کہ رب العالمین بخیل نہیں بلکہ پرورش او سکی عرش پرورش
تک پھیلی ہوئی ہو اور سخاوت او سکی ہر عالم میں مشہور ہے پھر اسکو بعد یہ دعیا نہیں آیا کہ سخی تو ہو لیکن میری
وقت کیسے کو برا نہ کہتا ہو و اور جب بہت لوگ مانگنے کو جمع ہو جاتے ہوں تو اونکو کہیں نکلا نہ دیتا ہو و
سو اس خوف سے ہم نہیں مانگ سکتے ہیں اسکو بعد فرمایا کہ الرحمن الرحیم یعنی بڑا مہربان ہو اور بہت پیا
کہتا ہو اپنے بند و کونکو اور جو نہیں مانگتا ہو اوسپر بہت خفا ہوتا ہو اور مانگنے والا و سوسبب خوش ہوتا ہو
نہ تاخیر حضرت معلوم نہ فرمایا کہ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللَّهَ يَغْضَبْ عَلَيْكَ یعنی جو شخص نہیں مانگتا ہو اسکو

فصل فی شرح سورۃ فاتحہ

فصل فی شرح سورۃ فاتحہ

تفسیر اردو سورہ فاتحہ کے خاصہ نام اللہ اور اس کے بعد اس کے خیال ایک بہت سولوگ بھی پڑھیں اور کریم بھی ہوتے ہیں لیکن بہت اونکی بہت ہوتی ہر اس سے مانگنے والوں کی حاجت کو خوب طرح سے نہیں دے سکتے ہیں سو پھر جب حاجت روا انہوں نے تو ایسے سے مانگنا کیا ضرور ہر اس واسطو کے فرمایا کہ مالک یوم الدین یعنی مالک ہر روز کا دنیا کی کیا حقیقت پر بہت اوسکی ایسی بلند ہو کہ قیامت کے روز اپنے بندوں کو کئی کئی چاندی اور سونیکر محل دیو لگا اور طرح طرح کو باغونین رکھیا گا سو بہت اوسکی بڑی بلند ہو تھے جو مانگا جائے سو اگانا پھر اسکے بعد ایک اور ادب سکھا یا کہ یہ پنجابیے تلو کہ جب ہم تمھاری حاجت کرو اور اگر میں تو اوس وقت تم ہماری عبادت کرو اور ہمارے دروازے پر پڑی ہو اور جب ہم تمھاری حاجت کرو انکار کھیں تو اوس وقت دوسرے کو کوئی تعظیم کرنے لگو اور اونکو دروازے پر جا جانے مانگنے لگو سو ایسے غلام تک حرام ہوا کرتے ہیں تلو کہ چاہیے کہ تم یوں کہو ایک لغد و ایک نستعین یعنی ہم تمھیں کو عبادت کر سکر اور تمھیں سے مدد چاہینگے تو چاہئے ہماری حاجت دے و اگر یا نہ کریم دوسرے کو دروازے پر ہرگز نہ جاوینگے اور سوائے اسکے کسی عبادت نہ کریں گے پھر اوسکو بعد ایک اور طور مانگنے کا سکھا یا کہ تم یہ کیا کرو کہ جو چیز اپنے نزدیک اچھی دیکھو و اسکو مانگنے لگو کیونکہ بہتری چیز میں ایسی ہوتی ہیں کہ تم اونکو اپنے حق میں اچھا جانتے ہو اور وہ حقیقت میں بری ہوتی ہیں سو تم یہ دعا کرو اے اللہ الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین یعنی دکھا جو راہ سیدھی اور راہ اونکی کہ تمھیں کی تونے اوتیر نہ راہ اونکی کہ جن پر غصہ ہوا تیرا اور نہ راہ اونکی کہ جو گمراہ ہو گئے یعنی وہ چیزیں بھلو دے کہ جس میں اہستقیم ہماری قائم ہو اگر دنیا بھی دیوے تو ایسی دیو کہ جس میں ہمارا دین برباد نہ ہو دی اور وہی دنیا نہ نصیب کر کہ جس میں تیرا غضب ہو و اور تیری راہ کو ہم بھول جاوین آئیں بابر العالمین اور جانا چاہیے کہ فضائل اس سورۃ کو یہ میں بخاری شریف لکھا ہو کہ ابوسعیدؓ لٹا ہو کہ ایک روز میں مسجد نبوی میں نماز پڑھتا تھا کہ ناگہ حضرت علیؓ علیہ وسلم مجھ کو پکارا میں نماز میں تھا اس واسطو میں ہوا ب نہ دیا پھر نماز پڑھ کر میں آیا اور غرض خواہی کی مینو کہ یا رسول اللہ میں نماز پڑھتا تھا فرمایا کہ یہ ہندو مسیح نہیں رسول کو پکارا نہ ہو وقت قبول کیا چاہیے جیسے

بیان فضائل اس سورۃ

۷۵
 اللہ صاحب فرمایا ہوا یا ایہا الذین آمنوا استجبوا للرب ولما سئول إذا دعاکم فی سبیلہ
 اے مسلمانوں قبول کرو حکم اللہ اور رسول کا جس وقت کہ پکارے تمکو بعد اسکے فرمایا کہ میرے ساتھ
 ہوا میں تمکو پہلے مسجد کو اٹھنے سے ایسی سورۃ تعلیم کرو کہ جو تمام قرآن شریف کی سورتوں سے بڑی تر ہو
 ہو سو میں حضرت کو ساتھ ہو لیا جب مسجد کو دروازے کے پاس پہنچے تب میں یاد دلوا دیا فرمانے لگے کہ وہ
 احمد شہد رب العالمین ہو اور یہی ہے سبع مثانی اور قرآن عظیم اور حق تعالیٰ اسکو نازل کرنے کا
 مجھ پر احسان رکھتا ہو اور ترمذی اور نسائی میں بھی مثل اس قصے کو سید القزوا بی بن کعب
 آیا ہے اور اوسمیں یہ بھی کلمہ واقع ہوا ہے کہ اَئْتِیْتُ اَنْ اُحْبَبَ اَنْ اُحْلَلَ لَکَ سُبُوْرًا کَکَ تَکْوِیْنِ فِی التَّوْحِیْدِ
 وَاَکْثَرُ فِی الْاَنْجِلِ وَکَافِی الْزُّبُوْرِ مِثْلَہَا یعنی جانتا ہوں تو کہ سکھاؤ نہیں مجھکو ایک سورۃ
 کہ نہیں نازل ہوئی تو ریت میں اور نہ انجیل میں اور نہ زبور میں مثل اس کے کمالی بن کعب نے کہ
 ہاں سکھا دو مجھکو یا رسول اللہ فرمایا کہ وہ سورۃ ام القرآن ہے کہ ہر نماز میں تو اسکو پڑھتا ہو اور سلم
 ابن عباس آیا ہے کہ ایک وزیر جبریل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگاہ آسمان سے
 دروازہ کھلنے کی آواز آئی حضرت جبریل غرر کر کے دیکھنے لگے اور فرمایا کہ جو کھلا ہو یہ دروازہ اس
 پہلے آج تک کبھی کھلا نہیں پھر فرماؤ لگے ایک فرشتہ آتا ہے آسمان سے کہ آدم کی پیدائش سے اس دم
 تک کبھی نہیں آیا ہے زمین پر پھرتے ہیں وہ فرشتہ حضرت کو پاس آیا اور کہا خوش ہو اے محمد صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کہ حق تعالیٰ نے تمکو دو نور دیے ہیں اور پہلے تیری کسی نبی کو نہیں دیے ہیں اب
 تو سورۃ فاتحہ ہو اور دوسرے امن الرسول ہو آخر تک کہ ان دونوں کے پڑھنے سے ایک ایک حرف
 ثواب عظیم لکھا جاتا ہے انتہی اور بخاری اور مسلم میں آیا ہے کہ اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب
 اور بچوں کے کان پر اس سورۃ کو پڑھکر دم کرتے تھے اور دیوانوں اور مرگی والوں پر بھی پڑھا کر دیتے تھے
 اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکر عاجز رکھتے تھے اور دارقطنی میں آیا ہے کہ ابن عباس نے سنا ہے
 سائب بن یزید نے کہ وہ کہتے تھے کہ میرے در پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی سورۃ
 پڑھا تھا اور بعد پڑھنے کو اب وہیں لیکر اوس در پر لگا دیا تھا اور ہرقی فریق شیعہ الایمان کے

فضیلت

فضیلت

کہا کہ حضرت نے فرمایا کہ فاتحہ کتاب شفا ہے ہر بیمار کی کو اور بیمار نے اپنے مسندین انس بن مالک سے
 روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس کو سوتے وقت سورہ فاتحہ
 کو اور قلی ہو اللہ احد کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے گیگا تو تمام شب امان میں رہے گیگا موت کا چارہ ہے
 اور عبد بن حمید نے بھی اپنی مسند میں ابن عباس سے روایت کی کہ فاتحہ کتاب برابری دو تہائی قرآن
 شریف کو ہر ثواب میں اور ابو شیخ اور طبرانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا کہ چار چیزیں مجھ کو گنج عرش میں سولی ہیں اور کوئی چیز سو ان چاروں کے اوس گنج
 میں سے نہیں ملی ہر سو ایک تو ام کتاب ہر دو شہری آیت الکرسی تیسری فاتحہ سورہ بقرہ
 چوتھی سورہ کوثر ہے اور ابو نعیم اور ویلی نے روایت کی ہے ابو الدرداء سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فاتحہ کتاب کفایت کرتی ہے اوس چیز سے کہ کوئی چیز قرآن میں ہو کفایت
 نہیں کرتی ہے اور اگر سورہ فاتحہ کو ترازو کے ایک پلے میں رکھے تو مقرر سورہ فاتحہ تمام قرآن کے
 سات حصوں زیادہ ہو گی اور ابو عبیدہ نے فضائل قرآن میں حضرت حسن بصری سے مسئلہ روایت
 کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے سورہ فاتحہ کو پڑھا گو یا تو نیت انجیل
 اور زبور اور فرقان کو پڑھا اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور وکیع نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ
 ابلیس کو اپنی تمام عمر میں چار دفعہ نوحہ کرنے کا اور سر پر خاک ڈالنے کا اتفاق ہوا ہے ایک تو اس وقت
 کہ جس وقت اس پر لعنت ہوئی تھی اور دوسرے جس وقت کہ آسمان سے زمین پر پھینکا گیا اور تیسرے
 جس وقت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہی ہوئے اور خلقت کی طرف بھیجے گئے اور چوتھے جس وقت
 سورہ فاتحہ نازل ہوئی اور ابو شیخ نے کتاب الثواب میں لکھا ہے کہ جس شخص کو کچھ حاجت ہو
 تو چاہیے کہ سورہ فاتحہ پڑھا کرے اور بعد اوس کو اپنی حاجت مانگا کرے قریب ہے کہ اوس کی حاجت
 کو حق تعالیٰ بر لاوے اور ثعلبی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے شعبی سے
 شکایت در و گردن کی کی شعبی نے کہا کہ تو اساس القرآن پڑھا کر اور در و پر دم کر لیا کر اوس پر کہا
 کہ اساس القرآن کون سی سورہ ہے شعبی نے کہا کہ وہ سورہ فاتحہ ہے اور بعض بزرگوں نے

فضیلت اور

فضیلت اور

فضیلت اور

فضیلت اور

فضیلت اور

فضیلت اور

فضیلت اور

بانی تفسیر کتاب

تجربہ کر کے لکھا جو کہ سورہ فاتحہ اسم اعظم جو اور پڑھنا اسکا بہر مطلب کو مفید ہو اور اسکو دو طریق
 میں اول یہ کہ صبح کو درمیان سنت اور فرض کے ساتھ ملا دینے میں بسم اللہ کو ساتھ احمد لکھ
 کر اکتالیس مرتبہ پڑھے اور چالیس روز تک ناغہ نہ کرے پھر جو حاجت ہو وہی حق تعالیٰ اسکو
 روا کرے گا اور دوسرے طریق یہ ہے کہ صبح کے اول یکشنبہ کو درمیان سنت اور فرض کے بعد بغیر
 ملازمیہ کے ساتھ لام کے شتر مرتبہ پڑھنا شروع کرے اور ہر روز اسی وقت و شش و شش بار کم کرتا
 جاوے یہاں تک کہ ہفتہ کو ختم ہو جاوے اور اگر کسی پر جاوے ہوئے تو یہی سورۃ پانی پر دم کر کے
 چالیس روز تک پلا کر پیوے اور اگر چینی کے پیالے پر اس سورۃ کو کلاب و زعفران سے ملکر چالیس روز تک
 پلا کر پیوے تو ہر مرض کو اور ہر جاوے کو مجرب ہے اور اگر دانت میں اور سر میں یا شکم میں کسی کو درد ہو
 اور اس سورۃ کو سات بار پڑھو دم کر دیوے تو یہ بھی بہت مجرب تمام ہوئی تفسیر سورہ فاتحہ
 کی حق تعالیٰ سکھو اور سب بھائی مسلمانوں کو اسکا فائدہ نصیب کرے اور قرآن شریف
 کے معنی ہم سب کو سمجھاوے اور شرک سے اور بدعت سے باز رکھو اور اپنی بند و نکو کر وہ میں
 سکھو داخل کرے اور سلف کو طریقہ کی مجوراء دکھاوے آمین آمین یا رب العالمین

فائدہ کچھ مال مولف اس تفسیر کا لکھا جاتا ہے کہ مولوی حافظ محمد اکرم الدین صاحب
 الکفایت تھا اور دار الخلافہ شاہجہان آباد انکا مقام تھا اور قدوة المفسرین زبدۃ المحدثین جناب
 حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محرت دیوبند قدس سرہ کی خدمت سے ذخیرہ سعادت
 دارین حاصل کیا کرتے تھے اور ہمیشہ مجلس و عنط شریف سے فیضیاب معانی اور حقایق ہوا کرتے
 تھے چنانچہ دو مرتبہ تمام مکالمات درس قرآن مجید کا اور لطائف اور نکات اس کے حضرت مولوی کی
 زبان سے سنے اور جو اہر بشیارت و قایم و اسرار ان کے بیان سے چمکے جب حضرت مدوح نے
 اس جہان گدازان سے فرسوس اعلیٰ کو انتقال کیا اونھوں نے الہ آباد میں بطلب معاش پیشہ
 عطاری کو اختیار کیا ساکنین وہاں کو فصاحت و بلیغ پر شیفہ اور لطیف تقریر پر فریفتہ تھے

اوپر تین دنوں میں جناب سید السادات منبع القیوض الہیہ حضرت سید احمد صاحب
قدس سرہ السامی تشریف لائے اور اس شہر میں انوار فیضانِ کربھیلائے
انکا لطف بیان سنکر درس گوئی کے لیے ارشاد فرمایا اور دعا دیکر دست مبارک سر پر
پر پھیر کر انکو منبر پر بٹھلایا اس وقت سے انکی تقریر میں نہایت فصاحت اور بلاغت پیدا ہوئی
کہ خلافتِ الہ آباد و شاہجہان آباد وغیرہ کی سنے و غلط کی شدید ہوئی یہاں تک کہ مجلس و غلط
میں مردم ہنسا رہتے تھے اور انکے بیان سواہل علم و بے علم بھی غلط و فرط تھا تو حق تعالیٰ تبارک
تعالیٰ انکو جزا دے جسے بخشے اِنَّ اللہَ لَا یُضِیْعُ اَکْمَرَ الْمُحْسِنِیْنَ ط

خاتمہ المطبوع

فاتحہ کلام حمد مالک العلما کہ جسے اپنی قدرت کاملہ سے ایک عالم کو پیدا فرمایا اور بوسیلہ
جمیلہ انبیاء و مرسلین مومنین کو صراطِ مستقیم میں پرچلایا اب بعد اربابِ صدق و یقین کو
بشارت ہو کہ اندون کتاب الاجاب ہدایت اتما تفسیر سورہ فاتحہ مفید و کار آمد خدا پرست
مؤلفہ مجمع کمالات مرضیہ منبع سعادت شریعیہ بدرستہ تحقیق مرکز اترہ ترقیوں عالم لمبی فاضل
مکشان غوامض نکات تین مولوی محمد اکرام الدین طالب نثرہ مطبع آفاق
مجمع مصد جو دم صاحب چاہ و زور غشی نول کشور صاحب
بابت تمام منصرم بالمال لا الہ الا انت شمس دیال صاحب مقام
کانپور میں ماہ صفر ۱۲۹۸ ہجری مطابق
ماہ جنوری ۱۲۹۸ مین
چھپی ط

